خُدا چاہتا ہے
رضائے محمد ﷺ

(حصہ سوم)

تالیف

پیر طریقت رہبر شریعت

حضرت خواجہ صوفی محمد اشرف نقشبندی مُجدّدی مدظلہ العالی

تخریج و حواشی

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی دامت برکاتہم

رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

نام کتاب : خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

مؤلف : حضرت خواجہ صوفی محمد اشرف نقشبندی مجددی مدظلہ

تخریج وحواشی : حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی دامت برکاتہم

نظر ثانی : حضرت علامہ مولانا مولانا محمد عرفان ضیائی مدظلہ

حضرت مولانا محمد عابد قادری

سن اشاعت : ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ/اپریل ۲۰۱۰ء

تعداد اشاعت : ۳۰۰۰

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

پیش لفظ

زیر نظر کتاب پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت خواجہ محمد اشرف نقشبندی مُجدّدی مدظلہ العالی کی تالیف کردہ ہے جسے آپ نے امام عشق و محبت امام اہلسنّت امام احمد رضا کے مشہور شعر کا ایک مصرعہ "خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ" کا عنوان دیا اور اسے ہی بنیاد بنا کر ایک مجموعہ تیار کیا جس کی تصحیح و تعلیق و تخریج کا کام ہمارے ادارے کے دارالافتاء کے سربراہ اور ہمارے مدرسہ "جامعۃ النور" کے شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی نے بڑی محنت سے انجام دیا ہے۔

اس ماہ اس کا تیسرا حصہ شائع کیا جا رہا ہے بقیہ آخری حصہ ان شاء اللہ تعالیٰ اگلے ماہ شائع ہوگا۔ جمعیت اشاعت اہلسنّت اسے اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے 193 ویں نمبر پر شائع کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مؤلف اور محشی اور اراکین ادارہ کی اس سعی کو قبول فرمائے۔ اور اسے عوام و خواص کے لئے نافع بنائے۔ آمین

محمد عرفان المانی

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱ـ	آیت نمبر 32	9
۲ـ	شانِ نزول	9
۳ـ	رئیس المنافقین کی گستاخی	9
۴ـ	حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب	9
۵ـ	رئیس المنافقین کا بیٹا اور محبت رسول اللہ ﷺ	10
۶ـ	اللہ تعالیٰ کی عزت	11
۷ـ	رسول اللہ ﷺ کی عزت	11
۸ـ	مومنوں کی عزت	12
۹ـ	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سورج	12
۱۰ـ	حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دریائے دجلہ	12
۱۱ـ	منافقین کی ذلت	13
۱۲ـ	حضور ﷺ کو عیب لگانے والے کا انجام	14
۱۳ـ	گستاخِ رسول ﷺ کا انجام	14
۱۴ـ	بدمذہبوں سے الگ رہو	15
۱۵ـ	بدمذہب بیمار ہو تو عیادت نہ کرو	15
۱۶ـ	بدعقیدہ مرجائے تو اُس کے جنازے میں نہ جاؤ	15
۱۷ـ	بدعقیدہ ملے تو سلام نہ کرو	16
۱۸ـ	بدمذہبوں کے ساتھ نہ بیٹھو، نہ انہیں اپنے پاس بٹھاؤ	16

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۹ـ	بدمذہبوں کے ساتھ نہ پیو	16
۲۰ـ	بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ	16
۲۱ـ	اُن سے شادی بیاہ نہ کرو	16
۲۲ـ	بدعقیدہ کے ساتھ نماز نہ پڑھو	17
۲۳ـ	بدعقیدہ کا بیان سننا منع ہے	17
۲۴ـ	حضور ﷺ بدمذہبوں سے بیزار ہیں	17
۲۵ـ	بدمذہب کے رُوبرو ترش رُوئی کا حکم	17
۲۶ـ	اللہ تعالیٰ بدمذہب کو دشمن رکھتا ہے	17
۲۷ـ	کیا بدمذہب کی صحبت کا اثر ہوتا ہے؟	17
۲۸ـ	بدمذہبوں کی صحبت زہرِ قاتل ہے	19
۲۹ـ	بدمذہب کے ساتھ بیٹھنا دلوں کو بیمار کرتا ہے	19
۳۰ـ	اہلِ اسلام کو حضرت ابوقلابہ کی نصیحت	19
۳۱ـ	اسلاف بدعقیدوں سے نکاح، اُس کے پیچھے نماز وغیرہا سے منع فرماتے تھے	19
۳۲ـ	بدمذہب کی تعظیم کا گناہ	20
۳۳ـ	بدمذہب بتوں کے بارے میں نازل شدہ آیات اہلِ ایمان پر چسپاں کرتے ہیں	21
۳۴ـ	عافیت کی راہ	21
۳۵ـ	اسلاف کا بدمذاہب کے ساتھ معاملہ	22
۳۶ـ	حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدمذہب کے ساتھ معاملہ	22
۳۷ـ	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بدمذہب کے ساتھ معاملہ	22
۳۸ـ	بدمذہب کے سلام کا جواب	23
۳۹ـ	حضرت سعید بن جبیر کا بدمذہب کے ساتھ معاملہ	23

۴۰۔	حضرت ابن طاؤس کا بدمذہب کے ساتھ معاملہ	23
۴۱۔	حضرت سعید بن جبیر کی بدمذہب سے نفرت	23
۴۲۔	حضرت ایوب سختیانی کا بدمذہب کے ساتھ معاملہ	24
۴۳۔	حضرت ابن المبارک کی بدمذہب سے نفرت	24
۴۴۔	حضرت محمد بن سیرین کا مذہب کے ساتھ معاملہ	24
۴۵۔	ابوالجوزی کی بدمذہب سے نفرت	25
۴۶۔	یحیٰی ابن کثیر کا بدمذہب کے بارے میں قول	25
۴۷۔	حضرت فُضیل کے بدمذہب کے بارے میں اقوال	26
۴۷۔	بدمذہب کی نماز، روزہ، صدقہ، حج وغیرہا کوئی عمل قبول نہیں	27
۴۹۔	گمراہی کی ایک وجہ بزبانِ مصطفیٰ ﷺ	27
۵۰۔	بدعقیدہ لوگوں سے بحث مباحثہ نہ کیا جائے	28
۵۱۔	بغیر علم کے دینی بحث مباحثہ کرنے والوں کا حال	29
۵۲۔	امام مالک کا ایک بدمذہب سے مکالمہ	29
۵۳۔	امام حسن بصری کا ایک بدمذہب سے مکالمہ	30
۵۴۔	بدمذہب کی کوئی غیبت نہیں	30
۵۵۔	بدمذہب کی کوئی عزت وحرمت نہیں	31
۵۶۔	آیت نمبر 33	31
۵۷۔	شانِ نزول	32
۵۸۔	''نون'' اور ''قلم'' سے مراد	32
۵۹۔	اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب کی شان میں قسم ارشاد فرمانا	33
۶۰۔	گستاخ ولید بن مغیرہ کے عیوب کا تذکرہ قرآن میں	35
۶۱۔	حضور ﷺ کا ثواب کبھی بند نہ ہوگا	36

۶۲۔	نیکی کرنے والے کی نیکی کا ثواب اُسے اور اس کے مرشد کو ملتا ہے	36
۶۳۔	اُمت کے نیک اعمال کا ثواب نبی کریم ﷺ کو پہنچتا ہے	36
۶۴۔	خُلقِ مصطفیٰ ﷺ اور قرآن کریم	38
۶۵۔	حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں	42
۶۶۔	قیامت میں حُسنِ اَخلاق کا مقام	43
۶۷۔	بے ہودہ گوئی، زبان درازی، تکبر ناپسندیدہ ہیں	43
۶۸۔	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت	43
۶۹۔	جانور کا اعترافِ عظمت	44
۷۰۔	حضور ﷺ سب سے بڑھ کر حسین تھے	44
۷۱۔	فتح مکہ کے روز سردارانِ قریش	45
۷۲۔	آیت نمبر 34	46
۷۳۔	[illegible]لیل کا حکم	46
۷۴۔	نمازِ تہجد سنتِ زوائد سے ہے یا مؤکدہ؟	47
۷۵۔	نمازِ شب کے التزام کا حکم	48
۷۶۔	نماز میں قرأت کی کتنی مقدار واجب ہے؟	48
۷۷۔	امام کی اقتداء میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم	48
۷۸۔	صحابہ کرام کے نزدیک حضور ﷺ کے افعال کی پیروی	49
۷۹۔	صحابہ کرام اور اطاعتِ مصطفیٰ ﷺ	50
۸۰۔	آیت نمبر 35	52
۸۱۔	شانِ نزول	52
۸۲۔	منکرینِ سنت کا رد	54
۸۳۔	قرآن کریم میں ذکرِ خدا کے ساتھ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ	55

۸۴۔ اسماء المصطفیٰ ﷺ 57
۸۵۔ آیت نمبر 36 59
۸۶۔ شانِ نزول 59
۸۷۔ ''والضحیٰ'' سے مراد 60
۸۸۔ حضور ﷺ کی عظمت کا ایک واقعہ 61
۸۹۔ آیت نمبر 37 62
۹۰۔ اللہ تعالیٰ کا کریمانہ وعدہ 63
۹۱۔ ذکرِ شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ 64
۹۲۔ حضور ﷺ کی رضا 65
۹۳۔ آیت نمبر 38 67
۹۴۔ تشریح 68
۹۵۔ حضور ﷺ کا علم 68
۹۶۔ حبیب اللہ اور کلیم اللہ میں فرق 69
۹۷۔ جہاں ذکرِ خدا وہاں ذکرِ مصطفیٰ ﷺ 71
۹۸۔ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ وذکرِ صحابہ، ذکرِ خدا ہے 72
۹۹۔ ایمان کا مکمل ہونا اِس پر موقوف ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ حضور ﷺ کا ذکر ہو 72
۱۰۰۔ ﴿وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ﴾ کی تفسیر حضور غوث اعظم کی زبانی 73
۱۰۱۔ ﴿وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ﴾ کی تفسیر امام رازی کی زبانی 74
۱۰۲۔ ﴿وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ﴾ کی تفسیر علامہ آلوسی کی زبانی 76
۱۰۳۔ ﴿وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ﴾ کی تفسیر مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کی زبانی 76
۱۰۴۔ اذان اور رفعتِ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ 76

۱۰۵۔ حضرت کعب احبار کی روایت 77
۱۰۶۔ فخرِ دو عالم ﷺ کی فضیلت بزبانِ حافظ ابی نعیم 78
۱۰۷۔ قرآن کریم میں نو مقامات 79
۱۰۸۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے معاملہ کو اپنا معاملہ فرمایا 81
۱۰۹۔ کسی بن آدم کے نزدیک رفعتِ ذکر سے مراد 81
۱۱۰۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور ﷺ کی عزت وعظمت پر حجت 81
۱۱۱۔ ﴿وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ﴾ کا مطلب امام جعفر صادق کی زبانی 82
۱۱۲۔ آیت نمبر 39 84
۱۱۳۔ شانِ نزول 84
۱۱۴۔ ''کوثر'' کی تفاسیر 85
۱۱۵۔ ''شانی'' اور ''ابتر'' کا معنی 90
۱۱۶۔ آیت نمبر 40 91
۱۱۷۔ شانِ نزول 91
۱۱۸۔ ابولہب کی عداوت کا ایک واقعہ 93
۱۱۹۔ عتیبہ بن ابی لہب کی گستاخی کا انجام 94
۱۲۰۔ ابولہب کی عبرتناک موت 94
۱۲۱۔ ابولہب کی بیوی اُمِّ جمیل کی عداوت 95
۱۲۲۔ اُمِّ جمیل کا انجام 96
۱۲۳۔ سورۂ لہب کے نزول پر اُمِّ جمیل کی برہمی 96

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۲۔ ﴿یَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّؕ وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۠﴾ (۱)

ترجمہ: کہتے ہیں ہم مدینہ پھر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہایت ذلّت والا ہے، اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔(کنزالایمان)

شانِ نُزول: نبی کریم ﷺ جب غزوۂ مریسیع سے فارغ ہو کر ایک کنوئیں کے قریب قیام فرمایا تو وہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم جہجاہ غفاری اور عبداللہ بن اُبَی منافق کے دوست سنان ابن ویر جہنی میں لڑائی ہو گئی اُس وقت عبداللہ بن اُبَی منافق نے سنان کی طرفداری کی اور کہنے لگا کہ مدینہ پہنچ کر ہم عزت والے ذلیلوں کو نکال دیں گے اور حضور ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخانہ باتیں کیں، اور اپنی قوم سے کہنے لگا اگر تم اِن مکہ والوں کو اپنا پس خوردہ (یعنی جھوٹا) نہ کھانے دو تو یہ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوں از خود مدینہ سے بھاگ جائیں گے، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو وہاں موجود تھے) کو یہ سُن کر تاب نہ رہی، انہوں نے اُس منافق سے فرمایا کہ تو ہی ذلیل ہے، رسول اللہ ﷺ کے سر پر تو معراج کا تاج ہے، رحمٰن نے اُن کو قوت اور عزت دی ہے، ابن اُبَی کہنے لگا چپ رہو میں تو یہ باتیں ہنسی اور مذاق سے کہہ رہا تھا، زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچائی، نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن اُبَی منافق سے پوچھا کہ کیا تو نے یہ کہا ہے تو اُس نے کہا کہ میں نے نہیں کہا، اِس پر اُس کی قوم کے لوگوں نے عرض کیا، عبداللہ بن اُبَی بوڑھا آدمی ہے جھوٹ نہیں بول سکتا، زید کو دھوکا ہو گیا ہو گا، تب یہ آیت نازل ہوئی جس میں عبداللہ ابن اُبَی منافق کا جھوٹ ظاہر ہو گیا اور زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صداقت بیان فرمائی گئی۔(۲)

۱۔ سورة المنافقون: ۶۳/۸

۲۔ اِس آیت کا شانِ نُزول "صحيح البخاري" کے كتاب التفسير، باب قوله ﴿سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ﴾ الآية (٦)، برقم: ٤٩٠٥، ٣/٣٠٥، و باب قوله: ﴿لَئِنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِیْنَةِ﴾ الآية (٨)، برقم: ٤٩٠٧، ٣/٣٠٦ میں اور تفسير الطبري، سورة (٦٣) المنافقون، الآية: ٨، ١٢/١٠٦، ١٠٧، ١٠٨ میں اور أسباب نزول القرآن للواحدي، برقم: ٨٢١، ص ٤٥١، ٤٥٢، ٤٥٣ میں اور لباب النقول في أسباب النزول للسيوطي، ص ٢٢٩ وغيرها میں مذکور ہے۔

علامہ اسماعیل حقّی نے اِس آیت کے تحت بیان فرمایا کہ عبداللہ ابن اُبَی کا فرزند جلیل القدر صحابی تھا جن کا نام بھی عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھا، جب اُس کو یہ خبر پہنچی کہ میرے باپ نے ایسا ملعون کلمہ منہ سے نکالا ہے تو انہوں نے مدینہ منورہ کے دروازہ پر اپنے باپ ابن اُبَی منافق کو پکڑا اور تلوار نکال لی، مدینہ پاک میں جانے سے اُسے روک دیا، اور کہا اے میرے باپ! تو اقرار کر کہ اللہ اور اُس کا رسول ﷺ عزت والے ہیں، اور میں ذلیل ہوں، ورنہ ابھی تیری گردن مار دوں گا، چنانچہ ڈر کے مارے ابن اُبَی منافق نے اقرار کیا کہ میں ہی ذلیل ہوں، اللہ عزوجل و رسول اللہ ﷺ عزت و تعظیم والے ہیں، یہ واقعہ سُن کر نبی کریم ﷺ نے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعائیں دیں۔

اور دعا کے کلمات مندرجہ ذیل ہیں:

"جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ رَسُوْلِهٖ وَ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ خَيْرًا" (۳)

یعنی، اللہ تعالیٰ اپنے رسول اور مومنوں کی جانب سے تجھے اچھی جزا عطا فرمائے۔(٤)

۳۔ تفسير روح البيانه سورة (٦٣) المنافقين، الآية: ٨، ٩/٦٣٠

٤۔ اسی طرح امام طبری نے اپنی "تفسیر" (سورة المنافقون، الآية: ٨، برقم: ٣٤١٧١، ١٢/١٠٦) میں الفاظ کے کچھ اختلاف سے روایت کیا ہے اور حافظ نورالدین ہیثمی نے "کشف الأستار" (کے كتاب علامات النبوة، باب مناقب عبدالله بن عبدالله بن أبي، برقم: ٢٧٠٨، ٣/٢٦٠) میں روایت کیا ہے اور اس میں ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اللہ کے رسول! اگر میں آپ چاہیں تو میں اس کا سر لا کر آپ کی بارگاہ میں پیش کر دوں الخ، اور علامہ نورالدین ہیثمی نے اسے اپنی کتاب "مجمع الزوائد" (کے كتاب المناقب، باب في مناقب عبدالله بن عبدالله بن أبي رضي الله عنه، برقم: ١٥٧٦١، ٩/٣٩٠) میں نقل کیا اور لکھا کہ اسے بزار نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقات ہے، علامہ نورالدین ہیثمی نے "مجمع الزوائد" کے مذکور کتاب کے مذکور باب میں (برقم: ١٥٧٥٩، ٩/٣٩٠) میں امام طبرانی کے حوالے سے روایت نقل کی جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوہ بنی مصطلق سے واپس تشریف لائے تو ابن عبداللہ بن اُبَی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور اپنے باپ (رئیس المنافقین ابن اُبَی) پر تلوار نکال لی اور فرمایا کہ میں اسے اس وقت تک نیام میں نہیں ڈالوں گا جب تک تو یہ نہ کہے (میرے آقا و مولیٰ) حضرت محمد ﷺ اَعز (زیادہ عزت والے) اور میں اَذل (ذلیل ترین) ہوں تو اس کے باپ نے (خوف کے بارے) کہا تیرے لئے ہلاکت ہو،

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ عزّ وجلّ اور رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے لئے عزّت ثابت ہوئی، عزّت کے معنی ہیں غلبہ او رقوت اور حقیقت بھی یہی کہ غلبہ اللہ جلّ وعلا و رسول اللہ ﷺ اور اُن کی مدد سے مسلمانوں کو ہی ہے اور قیامت تک رہے گا۔

اللہ کی عزّت تو یہ ہے کہ کائنات میں کوئی کام اللہ عزّ وجلّ کے ارادہ کے بغیر نہیں ہوسکتا، وہی عظمت والا، وہی حقیقی قُدرت والا، اُس کی قاہرہ حکومت ہے، وہی سب کا والی و مددگار ہے، جسے وہ عزّت دے اُسے کوئی ذلیل نہیں کرسکتا، جسے وہ ذلّت دے، اُس کو کوئی عزّت نہیں دے سکتا اُس کی عظمت ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی سب کو فنا، وہ باقی، سب اُس کے محتاج وہ غنی جلّ جلالہٗ و عزّ شانہٗ

رسول اللہ ﷺ کی عزّت یہ ہے کہ انہیں خرابیِ خاتمہ کا ڈر نہیں، اُن کے پروردگار نے انہیں عزّت و شفاعت دی، اُن کے دین کو تمام دینوں پر غالب فرمایا، اللہ اُن کو کافی، اُن کو مخلوق میں سے کسی کی حاجت نہیں بلکہ سب اُن کے حاجت مند ہیں، اُن کی تعظیم ربّ کی تعظیم ہے، اُن کی اہانت اللہ تعالیٰ کی اہانت ہے، اُن کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت، اُن کی مخالفت ربّ جلّ وعلا کی مخالفت، اُن کی ذات مظہرِ ذاتِ الٰہی، تمام گنہگاروں کو اُن کے درِ پاک پر حاضری کا حکم، دنیا کی ہر چیز پر اُن کی حکومت، جانور، پتھر اور درخت وغیرہ اُن کے سلامی، جن وانس وفرشتے اُن کے دعا گو، عالم کے سلاطین اُن کے در کے بھکاری، جبریل علیہ السّلام اُن کے درِ پاک کے خادم، عرش پر اُن کا پایۂ تخت، وہ عرش کے مسند نشین، روزِ قیامت سب کی نگاہِ تمنا اُن کے ہاتھوں کو تکے گی، بس اُن کو جو عزّت ملی اُن کا دینے والا جانے یا لینے والے محبوب ﷺ جانیں، ہم جانتے ہیں تو بس اتنا جانتے ہیں کہ:

سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے ہے اُس اچھے سے اچھا ہمارا نبی

حضرت محمد ﷺ عزّ ہیں اور میں اذل (ذلیل ترین) ہوں، پس رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ کو (اپنے غلام کا یہ فعل) اچھا لگا اور اُن سے اسے قبول فرمایا، اور یہ حدیث شریف (برقم: ۱۵۷۶۰، ۹/۳۹۰) نقل کی کہ حضرت ابن عبداللہ بن ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے اپنے باپ (رئیس المنافقین) کو قتل کرنے کی اجازت چاہی تو حضور ﷺ نے فرمایا "اپنے باپ کو قتل نہ کر" اور لکھا ہے اسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال صحیح ہیں۔

سارے اُونچوں میں اُونچا سمجھئے جسے ہے اُس اُونچے سے اُونچا ہمارا نبی
اپنے مولانا کا پیارا ہمارا نبی دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی
(حدائقِ بخشش)

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ یَا سَیِّدَ الْبَشَرِ مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ
لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّهٗ بعد از خُدا بزرگ تُوئی قِصّہ مختصر

مومنین کی عزّت یہ ہے کہ جہنم میں ہمیشہ کے عذاب سے محفوظ ہیں، اپنے ربّ کے سچے بندے اور وفادار رعایا ہیں، اُن کے سامنے دینی لحاظ سے قومیں ذلیل وخوار ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب کریم کے صدقہ مؤمنین کو بھی عزّت کا تمغہ عطا فرما دیا۔

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کپڑا سی رہے تھے، سورج اپنے پورے جوبن پر تھا، گرمی بہت تھی، حضرت عمر فاروق نے سورج سے فرمایا محمد ﷺ کے غلاموں پر اتنی شدت، فوراً سورج کی گرمی کی شدت کم ہوگئی۔(۵)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ قادسیہ کی فتح کے بعد جب دریائے دجلہ کے کنارے پہنچے تو دجلہ پر پُل ٹوٹا ہوا پایا، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سارے مجاہدین کو دریا میں کودنے کا حکم ارشاد فرمایا، لیکن سب سے پہلے اپنے گھوڑے سمیت خود دریا میں کود پڑے، مجاہدین نے جب سپہ سالار کا گھوڑا دریا میں دیکھا سب کے سب دریا میں کود پڑے، اللہ اکبر! کیا شان ہے غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کی، جب تمام مجاہد پار کر گئے تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجاہدین کو جمع کر کے فرمایا کہ کیا کسی مجاہد کی کوئی چیز دریا میں تو نہیں گری، ایک غریب مجاہد نے عرض کی کہ حضور میرا پانی پینے کا پیالہ پانی میں گر گیا ہے، یہ سُن کر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریا سے خطاب فرمایا، اے دریا! میرے ایک ساتھی کا پیالہ تیرے پاس ہے وہ ہمیں واپس کر دے، یکا یک ایک موج نے پانی کا پیالہ باہر پھینک دیا، کسی مجاہد نے عرض کیا حضور دریا کب سے آپ کا حکم مانتا ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب ارشاد فرمایا، اے جماعتِ مجاہدین! جس دن سے میں نے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مکرم ﷺ کا حکم ماننا

۵۔ سرکارِ اعظم ﷺ کی غلامی پر اللہ تعالیٰ کا انعام، ص ۱۴ بحوالہ بحر العلوم شرح مثنوی

شروع کر دیا، اُسی دن سے ساری کائنات میرا حکم مانتی ہے۔(٦)

مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں:

اُن کے جو ہم غلام تھے خَلق کے پیشوا رہے　　اُن سے بِچھڑ کے جہاں بھر آئی کمی وقار میں

(دیوانِ سالک)

حضرت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ایمان لائے تو آپ نے اپنی غلامی کا حق ادا کر دیا، آقائے دو جہاں ﷺ کی محبت میں ایسے سرشار ہوئے کہ بس سب سے منہ پھیر لیا، اور حضور ﷺ کے ہو کر رہ گئے، ایک دن نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرے، آقائے دو جہاں ﷺ کسی سے محوِ گفتگو تھے، بغیر سلام کئے گزر گئے، جب واپس آئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "حارثہ! تم نے ہمیں سلام کیوں نہ کیا"۔

عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! آپ ایک شخص سے محوِ گفتگو تھے، میں نے مناسب نہ سمجھا کہ درمیان میں دخل اندازی کروں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، "کیا تم نے اُس شخص کو دیکھا؟" عرض کی، ہاں یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا "وہ جبریل امین تھے، کہہ رہے تھے اگر یہ سلام کرتا تو ہم بھی سلام کا جواب دیتے"۔

حضرت حارثہ ایک مرتبہ دربارِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے [illegible] نے فرمایا:

كَيْفَ أَصْبَحْتَ يَا حَارِثَةُ

اے حارثہ! آج کس حال میں صبح کی۔

عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اِس حال میں صبح کی کہ مجھے یقین ہے کہ میں

٦۔ اِس واقعہ کو امام واقدی نے اپنے "مغازی" میں ذکر کیا ہے جیسا کہ "نثر الدُّرر" (ذکر فتوحِ عراق، بیان حال مسلمانان در حین گزشتن شان از دجلہ ص ۷۷۲، ۷۷۳) میں ہے اور علامہ ابو محمد احمد بن اعثم نے "کتاب الفتوح" (ذکر عبور المسلمین الدجلة ۱۔۲/۱۶۸) میں علامہ ابو الربیع سلمان حُمیری نے "الاکتفاء" کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فتوحات کے ضمن میں "ذکر فتح المدائن" (۲/۵۱۳) میں علامہ ابن کثیر نے "البداية والنهاية" (کے ۱۶ھ کے واقعات میں ذکر فتح المدائن کے تحت، ۵/۱۳۵، ۱۳۶) میں اور علامہ عصفری نے اپنی تاریخ بنام "تاریخ خلیفہ بن خیاط" کے ۱۵ھ کے واقعات (ص ۹۱) میں کچھ اختلاف کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

مومن ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا، "تیرے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟" عرض کی، یا رسول اللہ! گویا میں اپنے ربّ تعالیٰ کا عرش دیکھ رہا ہوں، اہلِ بہشت کو ایک دوسرے سے ملتے دیکھ رہا ہوں اور اہلِ جہنم کو اپنے گناہوں کے عذاب کی وجہ سے چیختے کراہتے دیکھ رہا ہوں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "یہ وہ بندہ ہے جس کے دل کو اللہ پاک نے منوّر کر دیا ہے"۔(٧)

منافقین کی ذِلّت

"مسلم شریف" میں ہے ایک شخص کاتبِ وحی تھا کچھ ایسی پھٹکار پڑی مُرتد ہو گیا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عیب لگانے لگا، جب وہ مر گیا اور اُس کو دفن کیا تو زمین نے اُسے اپنے اندر قبول نہ کیا، باہر نکال کر پھینک دیا، گھر والے سمجھے شاید اصحابِ رسول ﷺ نے اُس کو نکال دیا، دوبارہ گہرا گڑھا کھود کر اُس میں دفن کیا پھر بھی زمین نے باہر پھینک دیا، غرض کئی بار اُس کے گھر والوں نے اُسے دفنایا، لیکن ہر بار زمین نے باہر نکال دیا۔(٨)

معلوم ہوا جسے دربارِ مصطفیٰ میں رسائی نہیں اُس کو کسی جگہ بھی امن نہیں۔ اے اللہ! دنیا و [illegible] اپنے محبوب کے دامن سے وابستہ رکھ، آمین

[illegible] میں، کوثر پہ، میزاں پہ، سرِ پل پہ کہیں　　نہ چھوٹے ہاتھ سے دامانِ معلّٰی تیرا

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ و اُمّ کلثوم، ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کے نکاح میں تھیں، اُس وقت مشرکین سے نکاح حرام نہ تھا، جب "سورۂ لہب" نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا کہ محمد (ﷺ) کی بیٹیوں کو طلاق دے دو، ورنہ میں تم کو میراث سے محروم کر دوں گا، چنانچہ عتیبہ نے تو بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر باادب معذرت کر کے طلاق دے دی، عتبہ نے گستاخانہ طریقہ سے طلاق دی، اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول کریم ﷺ نے فرمایا، "اے اللہ! کسی کتے کو عتبہ پر مقرر فرما دے، جو اُس کو سزا دے"، عتبہ یہ سُن کر کانپ گیا، اور آ کر اپنے باپ کو بتایا، ابولہب نے کہا اب میرے بیٹے کی خیر نہیں، محمد (ﷺ) کی دعا اُس کے

٧۔ مفتاح دار السّعادة

٨۔ صحيح مسلم، كتاب صفة المنافقين و أحكامهم، برقم: ٧١٤/ ١٤۔(٢٧٨١) ص ١٣٣٦

پیچھے پڑ گئی، ابولہب ہر طرح سے اُس کی نگرانی کرنے لگا، ایک بار عُتبہ مال لے کر شام کو روانہ ہوا، ابولہب نے قافلہ والوں سے کہا کہ عُتبہ کو اپنے درمیان سُلایا کریں، ایک جگہ رات کو جنگل میں قیام کیا، رات کو سب سوگئے، جنگل سے ایک شیر نکلا، ہر ایک کا مُنہ سونگھنے لگا، جب عُتبہ کا منہ سونگھا تو اُسے چیڑ پھاڑ کر رکھ دیا۔(۹)

معلوم ہوا گستاخِ رسول ﷺ کے مُنہ سے ایسی گندی ہوا نکلتی ہے جسے جانور بھی پہچانتے ہیں کہ یہ گستاخِ رسول ہے، اس لئے آقائے دو جہاں ﷺ سے منافقوں کے پاس بیٹھنے، اُن کے ساتھ کھانے پینے، اُن کی عیادت، اُن کے جنازہ میں شرکت، اُن کی اقتداء میں نماز پڑھنے، اُن سے نکاح، غرض یہ کہ اُن کے ساتھ ہر قسم کے تعلق رکھنے سے منع فرمایا۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''اِن (بدمذہبوں) سے الگ رہو، انہیں اپنے سے دُور رکھو، کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں''۔(۱۰)

حضرت ابن عمر اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''گمراہ لوگ بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جاؤ، مر جائیں تو اُن کے جنازے میں پر حاضر نہ ہو''۔(۱۱)

۹۔ تفسیر القرطبی، سورة (۵۳) النّجم، الآیة ۱۔۱۰، ۹/۱۷/۸۲
أیضاً تفسیر روح المعانی، سورة (۱۱۱) لهب الآیة ۱۔۳، ۱۰/۱۴۸
أیضاً مدارج النّبوّة، قسم پنجم، وصل دختران آنحضرت علیه السلام، ۲/۴۵۸، ۴۵۹
أیضاً وسیلة الإسلام بالنّبیّ ﷺ، الباب الثّانی، الفصل الثّانی، ص ۶۲

۱۰۔ صحیح مسلم المقدمة باب النّهی عن الرّوایة عن الضّعفاء الخ برقم ۱۷/۷۔ (۷) ص ۱۶

۱۱۔ سُنن أبی داؤد، کتاب السُّنّة باب فی القدر، برقم ۴۶۹۱، ۵/۴۶۔ أیضاً المسند للإمام أحمد: ۲/۸۶
أیضاً السُّنن الکبریٰ للبیهقی، کتاب الشّهادات، باب ما تردّ به الشّهادة، برقم ۲۰۸۶۹، ۲۰۸۷، ۱۰/۳۴۲
أیضاً السُّنّة لابن أبی عاصم، باب قول النّبیّ علیه السّلام الخ، برقم ۳۳۸، ص ۷۴، و باب القدریّة مجوس هذه الأمة، برقم: ۳۴۷، ۳۴۸، ص ۷۷ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں یہ بھی ہے کہ ہیں کہ ''یہ دجّال کی جماعت ہیں''۔

حضرت جابر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''جب بیمار ہوں تو اُن کی عیادت نہ کرو اور جب مر جائیں تو اُن کی نماز جنازہ نہ پڑھو''۔(۱۲)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ''جب انہیں ملو تو سلام نہ کرو''۔(۱۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت بیان کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''بدمذہبوں کے پاس نہ بیٹھو اور نہ انہیں اپنے پاس بٹھاؤ''۔

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا ''بدمذہبوں کے ساتھ نہ بیٹھو اور وَ لَا تُفَاتِحُوْهُمْ ''(۱۴)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ''اُن کے پاس نہ بیٹھو، ساتھ پانی نہ پیؤ، ساتھ کھانا نہ کھاؤ، شادی بیاہ اُن سے نہ کرو''۔(۱۵) ابن حبان کی روایت میں ہے ''اُن کے

۱۲۔ السُّنّة لابن أبی عاصم باب قول النّبیّ علیه السّلام الخ برقم ۳۳۷، ص ۷۴
۱۳۔ سُنن ابن ماجه المقدمة باب فی القدر، برقم ۹۲، ۱/۷۷
أیضاً السُّنّة لابن أبی عاصم، باب (۶۶) قول النّبیّ ﷺ الخ، برقم: ۳۳۷، ص ۷۴
۱۴۔ سُنن أبی داؤد کتاب السنّة باب فی القدر، برقم: ۴۷۱۰، ۵/۵۷
أیضاً المسند للإمام أحمد: ۱/۳۰
أیضاً السُّنّة لابن أبی عاصم باب نهی النّبیّ ﷺ عن مجالسة أهل القدر، برقم ۳۳۹، ص ۷۴
أیضاً شرح أصول اعتقاد أهل السنّة، سیاق ما روی عن النّبیّ ﷺ فی النّهی عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم ۱۸۶، ص ۵۴
أیضاً مسند أبی یعلی، مسند عمر بن الخطاب، برقم ۲۴۵/۱۰۶، ۲۴۶/۱۰۷، ص ۸۵، ۸۶ "وَ لَا تُفَاتِحُوْهُمْ" کالفظ دو معنیٰ کا احتمال رکھتا ہے ایک یہ کہ اُن بدمذہبوں کو حَکَم نہ بناؤ یعنی حاکم اگر بدمذہب ہو تو اپنا معاملہ اُس کے پاس نہ لے جائے، دوسرا معنیٰ یہ بیان کیا گیا ہے کہ بدمذہبوں کے ساتھ مناظرہ اور مجادلہ میں پہل نہ کرو، دیکھئے تعلیق سُنن أبی داؤد، لعزّت عبید الدّعاس و عادل السیّد ۵/۵۷
۱۵۔ الضُّعفاء الکبیر للعقیلی، ۱/۱۲۶

جنازے کی نماز نہ پڑھو، اُن کے ساتھ نماز (١٦) نہ پڑھو"۔(١٧)

ہشام سے روایت ہے کہ امام حسن بصری فرمایا کرتے تھے کہ بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو اور اُن سے بحث و مباحثہ نہ کرو اور اُن سے نہ سنو۔(١٨)

دیلمی نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، "میں اِن سے بیزار ہوں وہ مجھ سے بے علاقہ ہیں اُن پر جہاد ایسا ہے جیسا کہ کافرانِ تُرک و دَیلم پر"(١٩)

اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، "جب کسی بدمذہب کو دیکھو تو اُس کے رُوبرو اُس سے تُرش رُوئی کرو، اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ سبحانہ ہر بدمذہب کو دشمن رکھتا ہے، اُن میں کوئی پُل صراط پر گزر نہ پائے گا بلکہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر آگ میں گر پڑیں گے جیسے ٹڈی اور مکھیاں گرتی ہیں۔(٢٠)

لوگ خیال کرتے ہیں ہم مسلمان ہیں ہم پر اُن کا کیا اثر پڑے گا لیکن نگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں اِس بات کی حقیقت زبانِ مصطفیٰ ﷺ سے سُنئے اور اُس پر عمل کیجئے چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

١٦۔ وہابیہ وغیرہا کی اقتداء میں نماز کے معاملے میں بہت سے لوگ غیر محتاط ہوتے ہیں اِن احادیث میں علیہ التحیۃ والثناء نے اِس مسئلہ کو بھی حل فرمادیا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے ساتھ نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے لہٰذا مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے نبی کے حکم پر عمل کرے۔

١٧۔ کنز العمّال، برقم: ٣٢٥٢٩، ١١/٥٤٠۔
أیضاً میزان الإعتدال، رقم الترجمة: ١٢٠٣، ١/٣٢٠
رسول اللہ ﷺ کے اِن ارشادات کو امام ابوداؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور عقیلی اور ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

١٨۔ شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة و الجماعة، سياق ماروى عن النبيّ ﷺ في النهي عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم: ٢٤٠، ص ٦٣
أيضاً جامع بيان العلم و فضله، باب (٦٧) ما يكره فيه المناظرة و الجدل و المراء، برقم: ٩٢٠، ٢/١٩٤

١٩۔ فردوس الأخبار، برقم: ٣٢٥٤، ٢/٤٤٩

٢٠۔ تاريخ مدينة دمشق لابن عساكر، ذكر من اسمه عمّار، عمّار بن الحسن الخ، برقم الترجمة: ٥١٤٣، ٥١٤٤، ٤٣/٣٣٧

مَنْ سَمِعَ بِالدَّجَّالِ فَلْيَنْأَ عَنْهُ، فَوَ اللّٰهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَأْتِيْهِ وَ هُوَ يَحْسِبُ أَنَّهُ مُؤْمِنٌ، فَيَتَّبِعُهُ مِمَّا يُبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ (٢١)

یعنی، جو دجّال کی خبر سُنے اُس پر واجب ہے کہ اُس سے دُور بھاگے کہ خُدا کی قسم آدمی اُس کے پاس جائے گا اور یہ خیال کرے گا کہ میں تو مسلمان ہوں (یعنی مجھے اِس سے کیا نقصان پہنچے گا) وہاں اُس کے دھوکوں میں پڑ کر اُس کا پیرو ہو جائے گا۔

اِس لئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (٢٢)

ترجمہ: تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔(کنز الایمان)

ایک اور حدیث پاک میں یوں ارشاد فرمایا:

يَكُوْنُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ، يَأْتُوْنَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا أَنْتُمْ وَ لَا آبَاءُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَ إِيَّاهُمْ، لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ (٢٣)

یعنی، آخر زمانہ میں دجّال کذّاب لوگ ہوں گے کہ وہ ایسی باتیں تمہارے پاس لائیں گے جو نہ تم نے سُنیں نہ تمہارے باپ دادا نے، تو اُن سے دُور رہو، اور انہیں اپنے سے دُور رکھو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

٢١۔ سُنَن أبي داوٗد، كتاب الملاحم باب خروج الدّجّال، برقم: ٤٣١٩، ٤/٣٢٢
أيضاً المسند، للإمام أحمد ٤/٤٣١
أيضاً نقله التبريزي في "مشكاته" في الرّقاق أو كتاب الفتن، باب العلامات بين يدي السّاعة و ذكر الدّجّال، الفصل الثّاني، برقم: ٥٤٨٨، ٣_٤/٢٠١

٢٢۔ سورة الأنعام: ٦/٦٨

٢٣۔ صحيح مسلم، المقدمة باب النّهي عن الرّواية عن الضّعفاء الخ، برقم: ١٧/٧_ (٧)، ص ١٦
أيضاً المسند المستخرج على صحيح مسلم، الجزء الأول، باب الضّعفاء و الكذّابين الخ برقم: ٧١٠٧، ١/٩٦، ٩٧

اِن ارشاداتِ حبیب خُدا ﷺ سے واضح ہوگیا کہ لوگوں کا یہ خیال غلط ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ بدمذہب لوگوں کی صحبت زہرِ قاتل ہے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرمایا کہ "بدمذہبوں کے پاس مت بیٹھو، بے شک ان کے ساتھ بیٹھنا دلوں کو بیمار (۲٤) کردیتا ہے"۔(۲۵)

ایوب نے روایت کیا کہ ابو قلابہ فرمایا کرتے تھے کہ بدمذہبوں کے ساتھ مت بیٹھو اور نہ اُن سے بحث کرو، پس میں اِس سے بے خوف نہیں ہوں کہ کہیں تمہیں گمراہی میں نہ ڈبو دیں یا تم پر دین کا کچھ حصہ مشتبہ کردیں جو تم پر مشتبہ نہیں کیا گیا۔(۲٦)

اسلاف کی ایک بڑی جماعت نے بدعقیدہ کے ساتھ نکاح، اُس کی اقتداء میں نماز اُن کے مریض کی عیادت اور اُن کے جنازے میں شرکت سے منع کیا ہے چنانچہ حافظ ابو القاسم ہبۃ اللہ اللالکائی شافعی نے نے اُن ائمہ میں سے چند کے نام ذکر کئے ہیں جنہوں نے اِس سے منع کیا ہے اور وہ نام یہ ہیں: سلام بن ابی مُطیع، حماد بن زید، سفیان بن عُیینہ، سفیان ثوری، ابی ضمرہ، انس بن عیاض، ابو معاویہ الضریر، یزید بن زریع، یزید بن ہارون، حاتم بن اسماعیل، ابن عُلیہ، عبد الرحمٰن بن مہدی، قبیصہ بن عقبہ، حجاج بن المنہال، عبید اللہ بن عائشہ، قطر بن

۲٤۔ اس روایت میں بیماری سے مراد عقائد کا خراب ہونا ہے یعنی اُن کی صحبت عقائد کو خراب کردیتی ہے اور وہ بدمذہب ہوجاتا ہے۔

۲۵۔ کتاب الشّریعة، باب ذمّ الجدال و الخصومات فی الدّین، برقم: ۱۳۲، ۱/٤۵۲
أیضاً الإبانة الکبریٰ، ذمّ المراء و الخصومات فی الدّین الخ برقم: ۳۷۲، ۳۷۳، ۱/۱۳٦، ۱۳۷، و برقم: ٦۱۹، ٦۲۰، ۱/۱۸۲

۲٦۔ کتاب الشّریعة، باب ذمّ الجدال و الخصومات فی الدّین، برقم: ۱۱٤، ۱/٤۳٦، ٤۳۷،
و قال محقّقه: إسناده "صحیح"۔
أیضاً سُنَن الدّارمی، المقدّمة، باب اجتناب أهل الأهواء الخ، برقم: ۳۹۷، ۱/۷۵
أیضاً السُّنّة لعبد الله بن أحمد برقم: ۹۹
أیضاً کتاب البدع و النّهی عنها لابن وضّاح، باب النّهی عن الجلوس مع أهل البدع، برقم: ۱۲۷، ص ٤٦
أیضاً شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة و الجماعة سیاق ما روی عن النّبیّ ﷺ فی النّهی عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم: ۲٤٤، ص ٦۳

حماد، معلّٰی بن منصور رازی، احمد بن حنبل، ربیع بن سلیمان المرادی۔(۲۷)

بعض لوگ بدمذہب اور گمراہ لوگوں سے اجتناب نہیں کرتے اُن کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں، اُن کے ساتھ دوستی کا دَم بھرتے ہیں، اُن سے رشتہ جوڑنے سے اجتناب نہیں کرتے، (۲۸) اور مندرجہ بالا ارشادات کو سُن کر بھی اُن پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اسے ہلکا جانتے ہیں، اہم نہیں سمجھتے چنانچہ مندرجہ ذیل سطور میں وہ ارشادات بیان کئے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ اُن لوگوں سے موالات، دوستی، تعلق، تعظیم کو ترک کرنا کتنا ضروری اور اہم ہے چنانچہ امام ابو نعیم اصفہانی روایت کرتے ہیں:

"عن عبداللّٰه بن بشیر رضی الله عنهما عن النّبیّ ﷺ: مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلٰی هَدْمِ الْإِسْلَامِ (۲۹)

یعنی، حضرت عبد اللہ بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی نبی کریم ﷺ نے فرمایا، "جو کسی بدمذہب کی توقیر کرے اُس نے اسلام کو ڈھانے میں مدد دی"۔

امام طبرانی اور ابو نعیم نے روایت کیا:

عن معاذ رضی الله عنه عن النّبیّ ﷺ: "مَنْ مَشٰی إِلٰی صَاحِبِ بِدْعَةٍ لِیُوَقِّرَهٗ فَقَدْ أَعَانَ عَلٰی هَدْمِ الْإِسْلَامِ (۳۰)

۲۷۔ شرح أصول اعتقاد أهل السّنّة و الجماعة سیاق ما روی من أتی فیمن قال الخ ص ۱٤٦

۲۸۔ حالانکہ ہمارے آقا ﷺ نے صریح اور واضح ارشاد فرمایا ہے کہ "اُن کے ساتھ شادی نہ کرو" لہٰذا ہر وہ بدمذہب کہ جس کی بدمذہبی حدِ کفر تک پہنچی ہوئی ہو اُس سے نکاح نہیں ہوتا کیونکہ اسلام نکاح کے بنیادی شرائط سے ہے لہٰذا جب ایسے شخص سے نکاح ہو جو دائرہ اسلام سے خارج ہو چکا ہے تو نکاح ہی نہ ہوا جب نکاح نہ ہوا تو مرد و عورت کا میل ملاپ سوائے زنا کے کچھ نہ ہوگا، نادانوں کی نگاہ صرف مال و دولت و ظاہری رکھ رکھاؤ وغیرہا پر ہوتی ہے اسی لئے ایسی غلیظ حرکت کرتے ہیں، کاش اُن کی توجہ اپنے محسن غمخوار آقا کے فرمان کی طرف ہوتی تو کبھی بھی اپنی بہن بیٹی کو حرام کاری کے لئے پیش نہ کرتے۔

۲۹۔ حلیة الأولیاء، خالد بن معدان، برقم: ۳۲٦، ۵/۲۱۸
أیضاً شرح أصول اعتقاد أهل السّنّة و الجماعة سیاق ما روی عن النّبیّ ﷺ فی النّهی الخ، برقم: ۲۷۳، ص ٦٦ عن إبراهیم بن میسرة

۳۰۔ المعجم الکبیر للطبرانی، خالد بن معدان عن معاذ بن جبل رضی الله عنه برقم: ۱۸۸، ۲۰/۹٦
أیضاً حلیة الأولیاء، ثور بن یزید برقم: ۳٤۵، ٦/۹۷

یعنی، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ فرماتے ہیں، ''جو کسی بدمذہب کی طرف اُس کی توقیر کرنے کو چلے اُس نے اسلام ڈھانے میں اِعانت کی''۔

اور صحابی رسول، پروانۂ آثارِ نبوت، دلدادۂ سنّتِ رسالت سیّدنا وابن سیّدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیدہ ونظریہ امام بخاری علیہ الرحمۃ الباری کی روایت سے سُنیں اور بدمذاہب کے مکر و فریب سے اپنے آپ کو بچائیں چنانچہ امام بخاری نے اپنی ''صحیح'' میں لکھا کہ:

وَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما يَرَاهُمْ شِرَارَ الْخَلْقِ، وَ قَالَ: إِنَّهُمُ انْطَلَقُوا إِلَى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوهَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ (۳۱)

یعنی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اُن کو تمام مخلوقِ خُدا سے شریر جانتے تھے اور فرماتے تھے یہ خارجی (نجدی، وہابی اور اُن کے ہمنوا) اُن آیتوں کو جو کافروں کے حق میں نازل ہوئیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔(۳۲)

۳۱۔ صحیح البخاری، کتاب استتابۃ و المرتدین الخ، باب قتل الخوارج الخ، ۳۱۵/۴

۳۲۔ قارئین کرام! یہ بات حق اور سچ ہے کہ یہ لوگ وہ آیات جو کافروں اور بتوں [illegible] نازل ہوئی ہیں پڑھ پڑھ کر انبیاء کرام علیہم السّلام اور اولیاء کرام پر چسپاں کرتے ہیں عوام الناس کو چونکہ علم [illegible] ہوتا وہ نہیں جانتے کہ یہ آیت مبارکہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے انبیاء کرام و اولیاء عظام کے بارے میں یا کافروں اور اُن کے بتوں کے بارے میں اس لئے وہ اُن کی تقریروں اور تحریروں کو سُن اور پڑھ کر حق اور سچ سمجھ لیتے ہیں اور اپنے ایمان سے محروم ہو جاتے ہیں اعتبار نہ ہو تو امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی کی ''تقویۃ الایمان'' لے کر کسی صحیح العقیدہ سُنّی عالم دین کے پاس چلے جاؤ وہ آپ کو دکھائے گا کہ کس طرح انہوں نے کفار کے بارے میں نازل ہونے والی آیات کو انبیاء کرام اور اولیاء عظام پر چسپاں کر کے عوام المسلمین کے ایمانوں کو خراب کرنے کی ناپاک سعی کی ہے اور اس لئے عافیت کی راہ یہی ہے کہ سُنّی علماء جس کے بارے میں فرما دیں کہ یہ شخص یا جماعت بدعقیدہ ہے تو ہمیشہ کے لئے اُن کی تقریر و تحریر سننے، پڑھنے سے دُور رہنا اپنے اوپر لازم کر لو اس طرح آپ کے ایمان محفوظ رہیں گے جس طرح تی

ہمارے اسلاف کا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے فرمودات پر عمل ملاحظہ کیجئے اور دیکھئے کہ بدمذہبوں کے ساتھ اُن کا معاملہ کیسا تھا، چنانچہ امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد اقدس نبی ﷺ میں نمازِ مغرب کے بعد کسی مسافر کو بھوکا پیاسا پایا اُسے اپنے ساتھ کاشانۂ خلافت میں لے آئے اُس کے لئے کھانا منگایا، جب وہ کھانے بیٹھا کوئی بات بدمذہبی کی اُس سے ظاہر ہوئی فوراً حکم ہوا کہ کھانا اٹھا لیا جائے اور اُسے نکال دیا جائے، سامنے سے کھانا اُٹھوا لیا اور اُسے نکلوا دیا۔(۳۳)

سیّدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے آکر عرض کی: فلاں شخص نے آپ کو سلام کہا ہے، فرمایا: لَا تُقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ أَنَّهُ أَحْدَثَ میری طرف سے اُسے سلام نہ کہنا کہ میں نے سنا ہے کہ اس نے کچھ بدمذہبی نکالی ہے۔(۳٤)

[illegible] نہ میڈیا کا دور ہے اور اس نے اسلام کو نفع کم اور نقصان زیادہ پہنچایا ہے اور اس پر ہر قسم کے لوگ آ کر اسلام پر گفتگو کرتے ہیں جن میں اکثریت اُن لوگوں کی ہوتی ہے کہ جن کے دل عظمتِ مصطفیٰ ﷺ، محبت مصطفیٰ ﷺ بلکہ نورِ ایمان سے خالی ہوتے ہیں اور عوام المسلمین کا حال یہ ہے کہ اُن کی اکثریت ہر ایک کو [illegible] اُن کو بھی سُنتے ہیں جو اہلِ بیتِ اطہار سے بغض رکھتے ہیں، اُن کو بھی سُنتے ہیں جو صحابہ کرام [illegible] عداوت رکھتے ہیں، اُن کو بھی سُنتے ہیں جو خارجی یا رافضی ہیں اُن کو بھی سنتے ہیں جو سنتِ رسول ﷺ سے انکاری ہیں، اُن کو بھی سُنتے ہیں جو تقلید کے منکر ہیں، اُن کو بھی سُنتے ہیں جو صلحِ کلّیت کے داعی و علمبردار ہیں، بدمذہبوں سے میل ملاپ کا درس دیتے ہیں، اُن کی اقتداء میں نماز درست ہی نہیں سمجھتے بلکہ موقع [illegible] تو پڑھ بھی لیتے ہیں، اُن کو بھی سُنتے ہیں جو اپنے سوا دوسرے کسی کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے، اب آپ خود ہی فیصلہ کیجئے ایسے ناظرین یا سامعین کے ایمانوں کا کیا بنے گا، اس لئے ضروری ہے کہ ہمارے علماء جس کے لئے کہہ دیں کہ بدمذہب ہے اس کے عقائد و نظریات درست نہیں یا یہ صلح کلی ہے تو اس کو ہرگز نہ سُنیں اور نہ پڑھیں جیسے ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ، فرحت ہاشمی، ذاکر نائیک، زید حامد، اسلم شیخوپوری، جنید جمشید، بابر چوہدری، جاوید غامدی، ڈاکٹر اسرار، ڈاکٹر طاہر القادری وغیرہم

۳۳۔ فتاویٰ رضویہ کتاب السّیر، رسالۃ الدّلائل القاهرة علی الکفرة النیاشرة، ۱۰۶/۱۵

۳٤۔ فتاویٰ رضویۃ کتاب السّیر، رسالۃ الدّلائل القاهرة علی الکفرة النیاشرة، ۱۰۶/۱۵
علامہ ابن بطہ حنبلی نے اس طرح نقل کیا ہے کہ حضرت نافع سے مروی ہے کہ ہم صحابی رسول ﷺ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا، اہلِ شام میں سے ایک شخص کے بارے میں کہنے لگا کہ فلاں نے آپ کو سلام کہلوایا ہے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ

حماد بن زید بیان کرتے ہیں کہ میں ایوب، یونس، اور ابن عون کے ساتھ تھا کہ اُن کے پاس سے عمرو بن عبید نامی ایک بدمذہب گزرا، اُس نے انہیں سلام کیا اور کھڑا ہو گیا، پس اِن حضرات نے اُس بدمذہب کے سلام کا جواب نہ دیا۔(۳۵)

اسی طرح کلثوم بن جبیر نے بیان کیا کہ ایک شخص نے حضرت سعید بن جبیر (تابعی) سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے اُس کا کوئی جواب نہ دیا، آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا: یہ اُن میں سے ہے (یعنی بدمذہبوں میں سے ہے)۔(۳۶)

معمر نے بیان کیا کہ ابن طاؤس تشریف فرما تھے کہ ایک معتزلی (یعنی بدمذہب) شخص آیا اور باتیں کرنے لگا، معمر کہتے ہیں کہ ابن طاؤس نے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اور اپنے بیٹے سے فرمایا کہ بیٹا! اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لے اور انگلیوں کو زور دے [illegible] اِس بدمذہب کی باتوں سے کچھ بھی نہ سُن سکے۔(۳۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگرد حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راستہ میں ایک گمراہ ملا، اور کہنے لگا کہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، حضرت سعید نے انکار کر دیا اور فرمایا میں نہیں سُننا چاہتا، وہ گمراہ پھر کہتا ہے ایک کلمہ ہی سُن لیجیے، حضرت سعید نے اپنا انگوٹھا چھنگلیا کے سرے پر رکھ کر فرمایا تو ایک کلمہ کی بات [illegible] آدھا کلمہ بھی نہیں سُننا چاہتا، لوگوں نے پوچھا کیا سبب ہے؟ آپ نے اُس شخص [illegible] اِس قدر نفرت و [illegible]

تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس نے بدمذہبی نکالی ہے، پس اگر [illegible] طرف سے سلام نہ کہنا پھر وہ گھر چلا گیا اُن حضرات نے اِس کا ذکر تک نہ کیا (الإبانة الكبرى، الجزء الحادي عشر، باب جامع في القدر و ما روي في أهله، برقم: ۱۸۸۵، ۲/۶۲) اور امام دارمی نے اسے اپنی "سنن" کے مقدمہ (باب اجتناب أهل الأهواء و البدع و الخصومة، برقم: ۳۹۳، ۱/۷۴) میں بھی روایت کیا ہے مگر اس میں اہل شام کا ذکر نہیں ہے۔

۳۵۔ الإبانة الكبرى، الجزء الحادي عشر، الباب الثاني في ذكر الأئمة المضلين الخ، برقم: ۱۹۶٤، ۲/۸۳

۳۶۔ سنن الدارمي، المقدمة، باب اجتناب أهل الأهواء و البدع و الخصومة برقم: ۳۹۹، ۱/۷۵

۳۷۔ شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة و الجماعة سياق ما روي عن النبي ﷺ في النهي عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم: ۲٤۸، ص ٦٤

رُوگردانی برتی، آپ نے فرمایا وہ گمراہوں میں سے ہے۔(۳۸)

اور سلام بن ابی مُطیع نے بیان کیا کہ بدمذہبوں میں سے ایک شخص نے حضرت ایوب سختیانی سے کہا اے ابوبکر! میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں، راوی کہتے ہیں کہ آپ نے اس طرف پیٹھ پھیر لی اور اپنی انگلی سے اشارہ فرمانے لگے کہ آدھی بات بھی نہیں آدھی بات بھی نہیں (۳۹) (آپ نے اس سے نفرت کا اظہار فرمایا اور اُسے کوئی بات کہنے کی اجازت نہ دی)۔(٤۰)

ایک شخص نے بدمذہب کے ہاں ایک لقمہ کھا لیا، یہ خبر جب حضرت ابن المبارک کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: میں اس سے تیس (۳۰) دن تک بات نہیں کروں گا۔(٤۱)

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضور ﷺ کے خادم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں، اُن کی خدمت میں دو گمراہ شخص آئے اور کہنے لگے، اے ابوبکر (محمد بن سیرین) ہم آپ کے سامنے ایک حدیث بیان کرنا چاہتے ہیں، آپ نے فرمایا، نہیں، وہ [illegible] کم از کم اتنی اجازت دیجئے کہ ہم قرآن کی کوئی آیت ہی تلاوت کریں، آپ نے فرمایا [illegible] میرے پاس سے اُٹھ جاؤ ورنہ میں اُٹھ جاتا ہوں، دونوں گمراہ مایوس ہو کر

۳۸۔ فتاوی رضویہ، کتاب السیر، رسالۃ: الدلائل الخ، ۱۵/۱۰٦

۳۹۔ سنن الدارمي، المقدمة، باب اجتناب أهل الأهواء و البدع الخ برقم: ۳۹۸، ۱/۷۵
أيضاً كتاب الشريعة، باب ذمّ الجدال و الخصومات في الدين، برقم: ۱۲۰، ۱/٤۳۹، ٤٤۰، و قال محققه: إسناده "صحيح"
أيضاً الإبانة الكبرى الجزء الثالث، باب التحذير من صحبة قوم يمرضون القلوب و يفسدون الإيمان، برقم: ٤۸۲، ۱/۱۷٤
أيضاً شرح أصول اعتقاد أهل السنّة و الجماعة، سياق ما روي عن النبي ﷺ و النهي عن مناظرة أهل البدع الخ برقم: ۲۹۱، ص ٦۹

٤۰۔ آپ نے ایک تابعی حضرت سعید بن جبیر اور حضرت ایوب سختیانی کا عمل دیکھا کہ آپ بدمذہبوں سے کتنی شدید نفرت فرماتے تھے، سابقہ صفحات میں جو احادیث نبویہ علیہا التحیۃ والثناء ذکر کی گئیں اُن سے یہی مستفاد ہوا کہ بدمذہبوں، گمراہوں سے سخت نفرت کی جائے اُن سے کسی قسم کی ہمدردی کا اظہار نہ کیا جائے اور اپنے دل کے کسی بھی گوشے میں اُن کے لئے نرمی محسوس بھی نہ کی جائے۔

٤۱۔ شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة و الجماعة سياق ما روي عن النبيّ ﷺ في النهي عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم: ۲۷۱، ص ٦٦

چل دیئے۔(٤٢)

لوگوں نے عرض کی اے امام! آپ کا کیا حرج تھا اگر وہ کچھ آیتیں یا حدیثیں سُناتے، فرمایا میں نے خوف کیا کہ وہ آیات و احادیث کے ساتھ اپنی کچھ تاویل لگائیں اور وہ میرے دل میں رہ جائے اور میں ہلاک ہو جاؤں۔(٤٣)

اور حافظ اللالکائی کی روایت میں ہے کہ حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا حضرت کیا حرج تھا کہ آپ پر آیت کی تلاوت کرتے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے اسے ناپسند سمجھا کہ وہ مجھ پر آیت تلاوت کریں پھر اس میں تحریف کرتے پھر وہ تحریف میرے دل میں جم جائے۔(٤٤)

امام ابن سیرین تابعی ہونے کے ساتھ ساتھ حدیث نبوی ﷺ کے بڑے امام اور ہزاروں لاکھوں مُحدِّثین کے اُستاد ہیں، دیکھئے وہ بدمذہبوں اور گمراہوں سے کتنا ڈرتے ہیں (٤٥) کیونکہ کائنات کے سردار ﷺ نے فرمایا کہ "اِن سے دُور رہو(٤٦) اور اِن کو اپنے سے

٤٢۔ سُنَن الدارمی، المقدمة، باب اجتناب أهل الأهواء و البدع و الخصومة برقم:٣٩٧، ٧٥/١
أيضاً كتاب الشريعة، باب ذمّ الجدال و الخصومات فی الدّین، برقم:١٢٠، ٤٤٠/١۔٤٤١، و قال محققه: إسناده صحيح
أيضاً الإبانة الكبرىٰ، الجزء الثالث، باب التحذير من صحبة ... برقم ٣٩٨، ١٤٠/٢
أيضاً السُّنّة لعبد الله بن أحمد برقم:٩٨، ص ٢٤
أيضاً كتاب البدع و النّهی عنها، ص ٣٥

٤٣۔ فتاویٰ رضویہ کتاب السیر، رسالة الملاقل القاهرة على الكفرة النياچرة ... ٦/ ... کے تحت امام اہلسنّت لکھتے ہیں کہ ائمہ کو یہ خوف تھا اور اب عوام کو یہ جرأت و لا حول و لا قوة إلا بالله

٤٤۔ شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة و الجماعة، سياق ما روی عن النبیّ ﷺ فی النهی عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم:٢٤٢، ص ٦٣

٤٥۔ ابو الجوزاء سے مروی ہے کہ فرمایا اگر میرے گھر کے پڑوس میں بندر اور خنزیر ہوں یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میرے پڑوس میں ان میں سے کوئی ہو یعنی بدمذہب لوگ۔(شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة و الجماعة سياق ما روی عن النبیّ ﷺ فی النهی عن مناظرة أهل البدع، برقم:٢٣١، ص ٦١)

٤٦۔ امام اوزاعی کی روایت سے یحییٰ بن ابی کثیر سے مروی ہے آپ نے فرمایا "بدمذہب جب تمہیں راستے میں مل جائے تو وہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لو"۔(کتاب الشريعة، باب ذمّ الجدال،

دُور رکھو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں، فتنے میں نہ ڈال دیں"۔ پھر اپنی بے خوفی کو دیکھئے(٤٧) اور جان لیجئے کہ بے خوفی ایک نہ ایک دن نقصان پہنچا کر رہتی ہے۔

اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی سادگی، کم علمی، راسخ العقیدہ علماء کی صحبت سے دُوری کی وجہ سے بدمذاہب کی ظاہری مسلمانوں والی شکل صورت، اُن کی ظاہری عبادات کو دیکھ کر اُن کی بظاہر میٹھی میٹھی باتوں کو سُن کر مرعوب ہو جاتے ہیں پھر کچھ تو اُن بدمذاہب سے محبت، اُلفت رکھنے لگ جاتے ہیں اس طرح وہ گمراہ لوگ اِن کو بھی گمراہ کر دیتے ہیں کچھ ایسے ہوتے ہیں جو اُن سے محبت و اُلفت نہ بھی رکھتے ہوں لیکن اُن کے ظاہر کو دیکھ کر انہیں بُرا نہیں جانتے اور نہ کسی کو انہیں بُرا کہنے دیتے ہیں یہ سب اُن بدمذہبوں کے ظاہر سے فریب کھانے کی بنا پر

الخصومات فی الدّین، برقم:١٣٥، ٤٥٨/١)
أيضاً الإبانة الكبرىٰ، الباب الثالث، باب التحذير من صحبة قوم يمرضون القلوب الخ، برقم:٤٩٠، ٤٩١، ٤٩٢، ١٥٧/١
أيضاً كتاب البدع و النّهی عنها، باب النّهی عن الجلوس مع أهل البدع برقم:١٢٥، ص ٤٦
أيضاً شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة، سياق ما روی عن النبیّ ﷺ فی النّهی عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم:٢٥٩، ص ٦٥

٤٧۔ عبدالصمد نے بیان کیا کہ میں نے حضرت فُضیل کو فرماتے سُنا کہ بدمذہب کے پاس جانے سے بچو بے شک وہ حق سے روکتے ہیں، اور بیان کیا کہ میں نے حضرت فُضیل کو فرماتے سُنا آپ نے فرمایا بدمذہب کے ساتھ مت بیٹھو پس مجھے خوف ہے کہ تم پر لعنت نازل ہو، اور بیان کیا کہ میں نے حضرت فُضیل کو فرماتے سُنا آپ نے فرمایا بدمذہب کے پاس مت بیٹھ اللہ تعالیٰ نے اس کے عمل کو ضائع فرما دیا ہے اور اس کے دل سے نُورِ اسلام کو نکال دیا ہے، اور بیان کیا کہ میں نے حضرت فُضیل کو فرماتے سُنا آپ نے فرمایا بدمذہب سے اپنے دین پر بے خوف مت ہو اور نہ اس سے اپنے معاملے میں مشورہ لے اور نہ اس کے پاس بیٹھ پس جو شخص بدمذہب کے پاس بیٹھا اللہ تعالیٰ اُسے اندھا کر دے گا (یعنی اس کے دل کو اندھا فرما دے گا) اور بیان کیا کہ میں نے حضرت فُضیل کو فرماتے سُنا آپ نے فرمایا بے شک کہ فرشتے ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے ہیں پس تو دیکھ کہ تیری بیٹھک کس کے ساتھ ہے تیری مجلس بدمذہب کے ساتھ نہ ہو بے شک اللہ تعالیٰ اُن کی جانب نظر رحمت نہیں فرماتا اور نفاق کی علامت یہ ہے کہ آدمی کھڑا ہو اور بدمذہب کے پاس بیٹھ جائے۔(شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة، سياق ما روی عن النبیّ ﷺ فی النّهی عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم:٢٦١، ٢٦٢، ٢٦٣، ٢٦٤، ٢٦٥، ص ٦٥، ٦٦)

ہوتا ہے حالانکہ نہ اُن کی نماز نماز ہے نہ روزہ روزہ ہے نہ حج حج ہے اُن کی کسی بھی عبادت کا اعتبار نہیں چنانچہ نبی کریم ﷺ کا فرمان حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ کی زبانی سنئے آپ ﷺ فرماتے ہیں "بدمذہب کا نہ روزہ قبول ہوگا نہ نماز، نہ صدقہ، نہ حج، نہ عمرہ، نہ جہاد، نہ صرف، نہ عدل، اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے آٹے سے بال"۔(۴۸)

اور گمراہ لوگوں کی عادت ہے کہ وہ خوامخواہ دین میں بحث مباحثہ کرتے ہیں اور سیدھے سادھے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ناپاک سعی کرتے ہیں اور آپ اُن سے نہ کوئی دینی مسئلہ پوچھیں گے اور نہ کسی دینی موضوع پر بات کریں گے، وہ لوگ مختلف بہانے بنا کر خود ہی آپ سے بات شروع کریں گے، آغاز گفتگو اکثر اچھا رکھیں گے کہ آپ کو اپنے سے مانوس کریں گے پھر کبھی صراحۃً اور کبھی اشارۃً و کنایۃً تمہارے عقائد کو خراب کرنے کی کوشش کریں گے، ہمارے آقا سرورِ دو جہاں ﷺ نے ان کی پہلے ہی خبر دے دی کہ ان لوگوں کی عادت اور فطرت کیا ہوگی چنانچہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جو قوم بھی ہدایت کے بعد گمراہ ہوئی مگر اس نے بحث مباحثہ شروع کر دیا" پھر آپ نے آیت تلاوت فرمائی:

﴿مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ﴾ (۴۹)

ترجمہ: انہوں نے تم سے یہ نہ کہی مگر ناحق جھگڑے کو بلکہ وہ ہیں

۴۸۔ سُنَن ابن ماجة، المقدمة، باب اجتناب البدع و الجدل، برقم: ۴۹، ۱/۲۹۔ اور اسی طرح حضرت امام حسن بصری کا فرمان بھی ہے جو ہشام بن حسان سے مروی ہے جیسا کہ امام آجری کی "کتاب الشریعة باب ذمّ الجدال و الخصومات فی الدّین" (برقم: ۱۳۷، ۱/ ۴۵۹) میں اور ابن وضاح کی "البدع و النھی" (ص ۲۷) میں ہے نیز امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ بدمذہب سے اللہ تعالیٰ کوئی شئے قبول نہیں فرماتا (شرح أصول اعتقاد أهل السّنّة و الجماعة سیاق ما روی عن النبیّ ﷺ فی النّھی عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم: ۲۷۱، ص ۶۶) اور عبد الصمد بیان کرتے ہیں کہ حضرت فُضیل نے فرمایا کہ بدمذہب کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش نہیں کیا جاتا۔ (شرح أصول اعتقاد أهل السّنّة و الجماعة، سیاق ما روی عن النبیّ ﷺ فی النّھی عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم: ۲۷۱، ص ۶۶)

۴۹۔ سورة الزّخرف: ۵۸/۴۳

جھگڑالو لوگ۔(۵۰)

۵۰۔ اس حدیث شریف کو امام آجری نے "کتاب الشّریعة"، (باب ذمّ الجدال و الخصومات فی الدّین، برقم: ۱۰۹، ۱/ ۴۲۹، ۴۳۰) میں، ابن جریر طبری نے اپنی "تفسیر" (سورة الزّخرف، ۲۵/ ۸۸) میں، ابن بطہ نے "الإبانة الکبریٰ" الجزء الثّالث، باب ذمّ المراء و الخصومات، (برقم: ۵۲۹، ۱/ ۱۶۴) میں، اور امام طبرانی نے "المعجم الکبیر" (۸/ ۲۷۷) میں یعلی بن عُبید کے طریق سے روایت کیا ہے اور "کتاب الشّریعة" کے محقق نے کہا کہ "إسناده صحیح" اور امام آجری نے "کتاب الشّریعة" (باب ذمّ الجدال و الخصومات فی الدّین، برقم: ۱۱۰، ۱/ ۴۳۰، ۴۳۱) میں، ابن جریر نے اپنی "تفسیر" (سورة الزّخرف، الآیة: ۵۶، ۵۷، برقم: ۳۰۹۲۳، ۱۱/ ۲۰۰، ۲۰۱) میں، ابن ماجہ نے اپنی "سُنَن" کے المقدمة باب اجتناب البدع و الجدل، (برقم: ۴۸، ۱/ ۵۱) میں اور دینوری نے "المجالسة و جواهر العلم" (الجزء الثّامن، برقم: ۱۱۰۴، ۱/ ۴۲۶) میں محمد بن بشر کے طریق سے، اور امام احمد نے اپنی "مسند" (۵/ ۲۵۶) میں اور امام لالکائی نے "شرح أصول اعتقاد أهل السّنّة و الجماعة" (سیاق ما روی عن النّبیّ ﷺ فی النّھی عن مناظرة أهل البدع، برقم: ۱۷۷، ص [illegible]) میں ابن نُمیر کے طریق سے اور امام احمد نے اپنی "مسند" (۵/ ۲۵۲) میں شہاب بن خراش بن حوشب کے طریق سے اور امام حاکم نے "مستدرک" (کتاب التّفسیر، ما ضلّ قوم بعد هدی الخ، برقم: ۳۷۲۶، ۳/ ۲۴۰) میں جعفر بن عون کے طریق سے روایت کیا اور فرمایا کہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور شیخین نے اس کی تخریج نہیں فرمائی اور امام ذہبی نے "کتاب تلخیص المستدرک" (کتاب التّفسیر من سورة الزّخرف، برقم: ۳۷۲۵، ۳/ ۵۴) میں فرمایا کہ یہ حدیث "صحیح" ہے، اور ابن بطہ نے "الإبانة الکبریٰ" (باب ذمّ المراء الخ، برقم: ۵۳۰، ۱/ ۱۶۴) میں اور امام رویانی نے اپنی "مسند" (الجزء الثّلاثون، مسند أبی أمامه برقم: ۱۱۸۷، ص ۱۸۳، ۱۸۴) میں، ابن ابی الدنیا نے "کتاب الصّمت" (باب ذمّ المراء، برقم: ۱۳۵، ۷/ ۹۸) میں عبد الواحد بن زیاد کے طریق سے اور ابن بطہ نے "الإبانة الکبریٰ" (برقم: ۵۲۶، ۱/ ۱۶۳) میں قاسم عن أبي امامہ کے طریق سے، ابن عبد البر نے "جامع بیان العلم و فضله" (باب ما یکره فیه المناظرة الخ برقم: ۹۲۷، ۲/ ۱۹۶) میں یحییٰ بن الیمان عن الحجاج کے طریق سے روایت کیا ہے اور امام آجری ان احادیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ جب تابعین میں سے اہلِ علم اور بعد کے ائمۃ المسلمین نے یہ سُنا تو انہوں نے دین میں شک نہ کیا اور نہ دین میں جھگڑا کیا اور مسلمانوں کو دین میں بحث مباحثہ سے ڈرایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ سنت کو (مضبوطی سے) تھامیں اور اُسے (مضبوطی سے تھامیں) جس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے اور یہی اہلِ حق کا طریقہ ہے۔(کتاب الشّریعة ۱/ ۴۳۴)

پھر وہ لوگ جو علم کے بغیر دینی بحث مباحثہ کثرت سے کرتے ہیں آپ اُن کو دیکھیں گے کہ انہیں قرار نہیں ہوگا کبھی کچھ ہوں گے تو کبھی کچھ چنانچہ حضرت عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ جس نے اپنے دین کو خصومات کے لئے نشانہ بنایا اس نے کثرت سے دین بدلنا کیا۔(۵۱)

میرا اپنے سُنّی بھائیوں کو مشورہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے بالکل نہ اُلجھیں اگر بحث مباحثہ کریں اپنی علمیت جھاڑیں، گمراہ کرنے کی کوشش کریں تو اُن سے کہہ دو کہ ہمارے جو عقائد ہیں وہ ہمارے نزدیک بالکل درست ہیں، تم اپنے ایمان کی خیر مناؤ اور ہمارے اسلاف

۵۱۔ سُنَن الدارمي، المقدمه، باب من قال العلم الخشية و تقوى الله برقم: ٣٠٤، ٦٣/١
أيضاً كتاب الشريعة، باب ذمّ الجدال و الخصومات في الدّين، برقم: ١١٦، ٤٣٧/١
قال محققه: إسناده صحيح
أيضاً الإبانة الكبرى، الجزء الثالث، باب ذمّ المراء و الخصومات الخ برقم: ٥٧٧-٥٨٠ بعدة طرق، ١٧٥/١
أيضاً جامع بيان العلم و فضله، باب ما يكره المناظرة الخ، برقم: ٩٠٢، ١٨٥/٢
أيضاً السُّنّة لعبد الله بن أحمد، برقم: ١٠٣
أيضاً تأويل مختلف الحديث لابن قُتيبة، حيرتهم و علم استقرارهم على رأي، ص ٦٣
معن بن عیسٰی سے روایت ہے کہ حضرت امام مالک بن انس ایک روز مسجد سے اُٹھے اور آپ میرے ہاتھ کے سہارے چل رہے تھے کہ پیچھے سے ایک شخص آ کر آپ سے ملا جسے ابو الجویریہ کہا جاتا تھا جس پر اِرجاء (یعنی بدمذہب ہونے) کی تہمت تھی، کہنے لگا اے ابا عبداللہ مجھ سے کچھ سنیں میں آپ سے کچھ بات کرنا اور بحث کرنا اور اپنی رائے سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا اگر تو بحث مباحثہ میں غالب آ گیا تو؟ کہنے لگا پھر آپ میری پیروی کریں گے، آپ نے فرمایا: پھر اگر اور شخص آ جائے اور ہم سے بات کرے اور ہم پر غالب آ جائے؟ تو وہ کہنے لگا ہم اس کی پیروی کریں گے تو امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے بندے! اللہ تعالیٰ نے (ہمارے آقا و مولا) حضرت محمد ﷺ کو ایک دین کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں تجھ میں دیکھتا ہوں کہ تو ایک دین سے دوسرے دین کی طرف منتقل ہو رہا ہے، حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا ہے جس شخص نے اپنے دین کو خصومات کے لئے نشانہ بنایا اس نے کثرت سے دین بدلنا کیا۔ (كتاب الشريعة، باب ذمّ الجدال و الخصومات في الدّين، برقم: ١١٧، ٤٣٧/١، ٤٣٨۔ أيضاً الإبانة الكبرى، الجزء الثالث، باب ذمّ المراء و الخصومات في الدّين الخ، برقم: ٥٨٣، ١٧٦/١)

کا یہی طریقہ رہا ہے جیسا کہ حضرت امام حسن بصری کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: اے ابا سعید! آؤ میں آپ سے دین میں بحث کروں تو امام حسن بصری نے فرمایا میں نے تو اپنا دین دیکھ لیا ہے اگر تم اپنے دین کو گم کر چکے ہو تو اسے تلاش کرو۔(۵۲)

اِسی لئے بزرگانِ دین، علماء حقہ نے ہمیشہ سے بدمذہبوں سے اجتناب کا حکم دیا(۵۳) اور اُن کے ساتھ کسی قسم کے تعلق کو جائز نہیں رکھا، بزرگانِ دین و علماء حقہ نے وہی کیا جو اُن پر لازم تھا کیونکہ اگر کوئی شخص بدمذہب ہو تو ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کو اُس کے بدمذہب ہونے کے بارے میں بتا دے اگر نہیں بتائیں گے تو عوام تو عوام خواص کے بھی اُس کے دامِ فریب میں پھنس جانے کا خوف ہے اور یہ بتانا غیبت بھی نہیں ہے چنانچہ امام حسن بصری فرماتے ہیں: تین اشخاص ہیں کہ جن کو کوئی غیبت نہیں اُن میں سے ایک بدمذہب ہے۔(۵۴)

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: بدمذہب اور اعلانیہ فسق کرنے والے کی کوئی غیبت نہیں ہے۔(۵۵)

۵۲۔ كتاب الشريعة، باب ذمّ الجدال و الخصومات في الدّين، برقم: ١١٨، ٤٣٨/١
أيضاً الإبانة الكبرى، برقم: ٥٨٦، ١٧٦/١

۵۳۔ اس حقیر کو جن اللہ والوں کی زیارت و صحبت کا شرف حاصل ہوا خصوصاً قدوۃ العلماء عارف باللہ حضرت پیر ابراہیم جان سرہندی، سیدی و سندی، استاذی شیخ الحدیث مفتی محمد احمد نعیمی کے نانا محترم قطب وقت حضرت الحاج الٰہی بخش مینڈھرو نقشبندی قادری، اور میرے شیخِ طریقت، مُربّی و مُحسن قُدوۃ الانام حضرت الحاج خواجہ غلام رسول نقشبندی مُجدّدی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم۔ میں نے دیکھا کہ یہ حضرات بدمذہبوں سے شدید نفرت فرمانے والے اور اپنے مریدین و متوسلین کو اُن سے دُور رکھنے والے تھے، اُن کی تحریریں اور تقریریں اس پر شاہد عادل ہیں، یہ حضرات خود بدمذہبوں سے بے تعلق تھے اور جو اُن سے تعلق جوڑتا اُس سے بھی بے تعلق ہو جایا کرتے۔

۵۴۔ شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة، سياق ماروی عن النبيّ ﷺ في النّهي عن مناظرة أهل البدع الخ برقم: ٢٧٧، ٢٧٨، ص ٦٧

۵۵۔ شرح أصول اعتقاد أهل السنّة، سياق ماروی عن النبيّ ﷺ في النّهي عن مناظرة أهل البدع الخ برقم: ٢٧٩، ص ٦٧

اور بعض بے علم اور بعض پڑھے لکھے بے وقوف لوگ انہیں شدت پسندی کا طعنہ دیتے رہے لیکن تجربہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے اپنے اِن مُحسنوں کی بات مان لی اُن کے ایمان محفوظ رہے اور اُن کی اولادیں آج بھی گمراہی سے بچی ہوئی ہیں اور ایک مسلمان کے نزدیک ایمان سے بڑھ کر کوئی شئے زیادہ اہم نہیں ہوتی، اور جن لوگوں نے اُن کی خیر خواہی کو قبول نہ کیا، اُن میں سے کچھ تو خود بدمذہب ہو گئے اور کچھ کا حال یہ ہے کہ اُن کے سامنے بدمذہبوں کو بُرا کہا جائے تو برداشت نہیں کر پاتے،(٥٦) اپنی اولادوں کی نسبت بدمذہبوں سے طے کرتے ہیں اُن سے رشتے ناطے جوڑتے ہیں اور اس پر اُن کو ذرا برابر افسوس نہیں ہوتا، اُن کی صحبت اختیار کرتے ہیں، اُن کی تعظیم وتکریم کرتے ہیں، اُن کا لٹریچر پڑھتے ہیں، اُن کو سُنتے ہیں، اُن کی تعریف وتوصیف کرتے ہیں، اپنے بچوں کو بدمذہبوں سے تعلیم دِلواتے ہیں گویا کہ وہ اپنے بچوں کو خود گمراہ بنانے کی سعی کر کے اپنی نسل کو برباد کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

اِس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ اور حضور کے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والے بدبختوں کو خطاب فرمایا، عزت ساری اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کریم ﷺ کی ہے، جس نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اپنا ناطہ جوڑلیا، محبتِ رسول ﷺ میں سب کچھ قربان کر دیا وہ لوگ بھی عزت کے لائق ہو گئے، ساری عزتیں ساری عظمتیں اُس محبوبِ ربّ العالمین کی نگاہِ کرم کا صدقہ ہیں، جس کو جنہوں نے قبول فرمالیا عزت والا ہو گیا، جس سے منہ پھیرا ذلیل وخوار ہوا۔

کیونکہ خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

٢٣۔ ﴿نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ O مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ O وَ اِنَّ لَکَ اَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍO وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍO﴾ (٥٧)

ترجمہ: قلم اور اُن کے لکھے کی قسم۔ تم اپنے ربّ کے فضل سے مجنون نہیں۔ اور ضرور

٥٦۔ حضرت ابوسہل نے فرمایا کہ بدمذہبوں کے لئے کوئی (عزت و) حُرمت نہیں ہے۔ شرح أصول اعتقاد أهل السنة، سياق ما روى عن النبي ﷺ في النهي عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم: ٢٧٧، ٢٧٨، ص ٦٧

٥٧۔ سورة القلم: ٦٨/ ١ تا ٤

تمہارے لئے بے انتہاء ثواب ہے۔ اور بے شک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے۔

شانِ نُزول: مُشرکینِ مکہ خصوصاً ولید بن مغیرہ حضور نبی کریم ﷺ کو مجنون (دیوانہ) کہا کرتا تھا۔ قلبِ پاکِ مصطفیٰ ﷺ کو اِس ملعون لفظ سے ایذاء پہنچی، ربّ تعالیٰ نے قسمیں بیان کر کے آپ کے فضائل بیان فرما کر آپ کے قلبِ پاک کو تسلی دی۔

سید شریف جرجانی میں لکھتے ہیں: "النون سے مراد دوات ہے جو علم اجمالی سے عبارت ہے کیونکہ حروف جو علم کی صورتیں ہیں بالاجمال اس میں موجود ہیں، اور (نٓ و القلم) میں "نٓ" سے مراد علمِ اجمالی ہے جو مرتبۂ اُحدیت میں ہوتا ہے اور "القلم" "تفصیل کا مرتبہ ہے"۔(٥٨)

صرف قلم کی قسم بیان کر کے آپ (ﷺ) کی عزت افزائی نہیں کی گئی بلکہ ﴿وَمَا یَسْطُرُوْنَ﴾ فرما کر علم کے اُن جواہر پاروں کی بھی قسم بیان کی گئی ہے، جو نوکِ قلم سے صفحۂ قرطاس کی زینت بنتے ہیں، بعض مفسرین نے فرمایا کہ قلم بھی حضور کا نام ہے، کیونکہ ایک حدیث میں ہے: "أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ"۔ (٥٩)

دوسری حدیث میں ہے "أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِي "(٦٠) یہ دونوں حدیثیں اِس طرح جمع کی گئی کہ قلم اور نور دونوں سے حقیقتِ محمدیہ مراد ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس لئے

٥٨۔ كتاب التعريفات، باب النون، ص ١٧١

٥٩۔ سنن الترمذي، كتاب القدر، باب (١٧)، برقم: ٢١٥٥، ٢٠١/٣ و كتاب التفسير، سورة (٦٨) القلم، باب (٦٦) برقم: ٣٣١٩، ٢٦٤/٤

أيضاً سنن أبي داود، كتاب السنة، باب في القدر، برقم: ٤٧٠٠، ٥٢/٥

أيضاً المسند للإمام أحمد: ٣١٧/٥

أيضاً المواهب اللدنية المقصد الأول، تشريف الله تعالىٰ له ﷺ، ٣٧/١

أيضاً تفسير روح البيان، سورة القلم الآية: ١-٦، ١١٧/١٠

أيضاً مدارج النبوة، ٢/٢

٦٠۔ مدارج النبوة، ١/٢، ٢/٢

أيضاً تفسير روح البيان، سورة القلم الآية ١-٦، ١١٥/١٠

اِس حدیث شریف کے مزید حوالہ جات کے لئے علامہ منظور احمد فیضی کی تصنیف "مقام مصطفیٰ"، ص ٢١٧، ٢١٨ کا مطالعہ کیجئے

قلم کہتے ہیں کہ جیسے تحریر سے پہلے قلم ہوتا ہے، ایسے ہی عالَم سے پہلے حضور علیہ الصّلاۃ والسّلام ہوئے اور جیسے کہ قلمِ الٰہی کی تحریر کوئی بدل نہیں سکتا اِسی طرح حضور کا فرمان دنیا میں کوئی پلٹ نہیں سکتا گویا حضور علیہ السّلام قلمِ الٰہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی شانِ اقدس میں اپنے کلام مبارک میں کئی جگہ قسم ارشاد فرمائی:

﴿لَعَمۡرُکَ﴾ (٦١)

ترجمہ: اے محبوب تمہاری جان کی قسم۔(٦٢)

﴿یٰسٓ ۚ وَ الۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ O اِنَّکَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ﴾ (٦٣)

ترجمہ: اے محبوب حکمت والے قرآن کی قسم تم رسول میں سے ہو۔

﴿لَاۤ اُقۡسِمُ بِہٰذَا الۡبَلَدِ O وَ اَنۡتَ حِلٌّۢ بِہٰذَا الۡبَلَدِ﴾ (٦٤)

ترجمہ: مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔(٦٥)

﴿وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ﴾ (٦٦)

ترجمہ: تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور اُس کی اولاد کی کہ تم ہو۔

﴿قٓ ۟ۚ وَ الۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ﴾ (٦٧)

٦١۔ سورۃ الحجر: ٧٢/١٥

٦٢۔ اس ارشادِ ربانی کے تحت صدر الافاضل علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اور مخلوقِ الٰہی میں سے کوئی جان بارگاہ الٰہی میں آپ کی جان پاک کی طرح عزت و حُرمت نہیں رکھتی اور اللہ تعالیٰ نے سیّد عالم ﷺ کی عمر کے سوا کسی کی عمر و حیات کی قسم نہیں فرمائی، یہ مرتبہ صرف حضور ہی کا ہے۔(خزائن العرفان، سورۃ الحجر: ٧٢/١٥، ص ٣١٧)

٦٣۔ سورۃ یٰسین: ١/٣٦ تا ٢

٦٤۔ سورۃ البلد: ١/٩٠ تا ٢

٦٥۔ اِس آیہ کریمہ کے تحت صدر الافاضل لکھتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ عظمت مکّہ مکرمہ کو سیّد عالَم ﷺ کی رونق افروزی کی بدولت حاصل ہوئی۔(خزائن العرفان، سورۃ البلد ٢/٩٠، ص ٧٠٦)

٦٦۔ سورۃ البلد: ٣/٩٠

٦٧۔ سورۃ ق: ١/٥٠

ترجمہ: عزت والے قرآن کی قسم۔

﴿وَ النَّجۡمِ اِذَا ہَوٰی﴾ (٦٨)

ترجمہ: اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اُترے۔

﴿وَ الۡفَجۡرِ O وَ لَیَالٍ عَشۡرٍ﴾ (٦٩)

ترجمہ: اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی۔

کفار و مشرکین آپ ﷺ پر جُنون کا بہتان لگاتے تھے، اُن کے اِس جھوٹے الزام کی تردید خود خالقِ دو جہاں قسم بیان کر کے فرما رہا ہے، فرمایا: ''قسم ہے قلم اور اُس کے لکھے کی'' اِس میں اِس طرف اشارہ ہے کہ جس ذات پاک کے بارے میں یہ ایسی لغو باتیں کرتے ہیں وہ تو ایسی ستودہ صفات کی ہستی ہے کہ قلم کو اُس کی تعریف و ثنا سے فرصت نہ ملے گی، وہی تحریریں رہتی دنیا کے لئے باعثِ عز و افتخار رہوں گی جن میں اُس محبوب دلرُبا ﷺ کا ذکر پاک ہوگا۔ اُن پر تو اُن کے ربّ نے فضل و کرم فرمایا ہے، اُن کے روئے زیبا کو دیکھ کر کفر سرنگوں ہو گیا، اُن سے بڑا پاگل دیوانہ اور کون ہو سکتا ہے جو اس محبوب کبریا ﷺ کی شان میں ایسے نازیبا الفاظ اپنی زبان پر لا کر اپنے آپ کو دائمی عذاب کا مستحق بنا لے۔

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اِس آیت کا مفہوم یوں بیان فرماتے ہیں (٧٠)، ''تاویلاتِ نجمیہ'' میں ہے کہ مجنون کا معنی مستور ہے آیت کا معنی یہ ہے، اے حبیب! اللہ تعالیٰ کی نعمت آپ پر جو ازل میں ہو چکی یا جو اَبد تک ہونے والی ہے، وہ مستور پوشیدہ نہیں، کیونکہ مجنون: جن سے ہے اور اس کا معنی پردہ ہے اور جن کو بھی جن اِس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ انسانوں کی آنکھ سے چُھپا ہوتا ہے بلکہ آپ تو جو کچھ ہو چکا اس سے بھی واقف ہیں اور جو ہوگا اس سے بھی خبردار ہیں اور حضور کے اِس علم کامل پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا، میں نے اُس کی ٹھنڈک کو اپنے سینے میں پایا، پس میں نے ''مَا کَانَ وَ مَا یَکُوۡنُ'' (جو ہوگیا

٦٨۔ سورۃ النجم: ١/٥٣

٦٩۔ سورۃ الفجر: ١/٨٩ تا ٢

٧٠۔ تفسیر روح البیان، سورۃ (٦٨) القلم الآیۃ: ١۔٦، ١٢١/١٠

اور جو ہوگا) کو جان لیا۔(۷۱)

امام اہلسنّت فرماتے ہیں:

سرِ عرش پر ہے تری گزر دلِ فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئے نہیں وہ جو تجھ پر عیاں نہیں

اللہ تعالیٰ نے ولید بن مغیرہ (جس نے معاذ اللہ! حضور ﷺ کو مجنون کہا تھا) کے یہ عیب بیان فرمائے:

﴿وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ○ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ ○ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ○ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ○﴾ (۷۲)

ترجمہ: اور ہر ایسے کی بات نہ سُننا جو بڑا قسمیں کھانے والا، ذلیل، بہت طعنے دینے والا، بہت اِدھر کی اُدھر لگاتا پھرنے والا، بھلائی سے بڑا روکنے والا، حد سے بڑھنے والا گنہگار، درشت خُو اس سب پر طرہ یہ کہ اُس کی اصل میں خطا۔(کنزالایمان)

اُس کے بعد فرمایا ﴿سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ﴾ (۷۳) ترجمہ: ''قریب ہے کہ ہم اس کی سور کی سی تھوتھنی پر داغ دیں گے''۔(کنزالایمان) جب یہ آیات نازل ہوئیں تو ولید نے اپنی ماں سے جا کر کہا کہ محمد (مصطفیٰ ﷺ) نے میرے حق میں دس باتیں بیان فرمائی ہیں نو (۹) کو تو میں جانتا ہوں کہ مجھ میں موجود ہیں لیکن دسویں بات میری اصل میں خطا ہونے کی اس کا حال مجھے معلوم نہیں، یا تو تُو مجھے سچ سچ بتا دے ورنہ میں تیری گردن مار دوں گا۔ اس پر اس کی

۷۱۔ سُنَن الدارمی، کتاب الرّؤیا، باب فی رؤیة الرّبّ تعالیٰ فی النّوم، برقم: ۲۱۴۹، ۲/ ۱۷۰ عن عبد الرحمن بن عائش
أیضاً أخرجه التّرمذی فی "سننه" تعلیقاً من قول البخاری بعد حدیث: ۳۲۳۵ (۴/ ۲۱۳، ۲۱۴)
أیضاً نقله التّبریزی فی "مشکاته" فی کتاب الصّلاة، باب المساجد و مواضع الصّلاة (الفصل الثّانی، برقم: ۷۲۵۔ (۳۷) ۱۔ ۲/ ۱۵۲)
۷۲۔ سورة القلم: ۶۸/ ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳
۷۳۔ سورة القلم: ۶۸/ ۱۶

ماں نے کہا کہ تیرا باپ نامرد تھا، مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ مر جائے گا تو اُس کا مال غیر لے جائیں گے تو میں نے ایک چرواہے کو بلا لیا، تُو اُس سے ہے۔(۷۴)

﴿وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ﴾ (۷۵) ترجمہ: ''اور ضرور تمہارے لئے بے انتہاء ثواب ہے''(کنزالایمان) یعنی آپ کی شفاعت کبھی ختم نہ ہوگی، اَزل سے اَبد تک آپ ہی کے طفیل سب کی مصیبتیں دُور ہوئیں اور ہوں گی، اے محبوب! تمہارا ثواب کبھی بند نہ ہوگا، قیامت تک آپ کی اُمّت رہے گی اُن کی نیکیاں رہیں گی جن سب کا ثواب صد ہا گنا ہو کر آپ کو ملتا رہے گا۔

''مواہب لدنیہ'' میں ہے کہ مسلمان جو بھی نیک کام کرتے ہیں اس کا ایک ثواب تو کرنے والے کو اور دو اُس کے مُرشد کو اور چار اُس کے مُرشد کے مُرشد کو اور آٹھ اُس کے مُرشد کے مُرشد، اس طرح جس قدر اوپر جاؤ، سلسلہ بڑھتا رہے گا، جب یہ ثواب بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں پہنچتا ہے تو بے شمار اور بے حساب ہو کر پہنچتا ہے۔(۷۶)

یہ ایک اُمّتی کا ایک نیک کام ہے، اب روزانہ کتنے اُمّتی کتنے نیک کام کرتے ہیں، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کتنا ثواب پہنچایا جاتا ہے، جو حساب سے باہر ہے، حدیث میں ہے:

''مَنْ دَلَّ عَلٰی خَيْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ'' (۷۷)

یعنی، جو شخص نیکی پر رہبری کرے اُس کو کرنے والے کی طرح ثواب ملتا ہے۔

اور تمام جہانوں کے اعلیٰ رہبر تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں، جو کوئی کسی قسم کی بھی نیکی کرتا ہے یا قیامت تک کرے گا، وہ حضور ﷺ کی رہبری میں کرے گا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اَجر کا کیا پوچھنا۔

۷۴۔ خزائن العرفان، سورة القلم، ۶۸/ ۱۳، ص ۶۷۲
۷۵۔ سورة القلم: ۶۸/ ۳
۷۶۔ سعادة الدّارین، المقدمة المسئلة الرّابعة، ص ۴۷، ۴۸
۷۷۔ صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب فضل إعانة الغازی فی سبیل الله الخ، برقم: ۴۹۲۳/ ۱۳۳۔ (۱۸۹۳) ص ۹۳۷، ۹۳۸

امام ربّانی مُجدّد الفِ ثانی فاروقی سرہندی اپنے ''مکتوبات'' میں فرماتے ہیں، جب ''ذکر'' نبی ﷺ سے ماخوذ ہے تو اُس کا ثواب جس قدر ذِکر کرنے والے کو پہنچتا ہے اُس قدر ثواب آنحضرت ﷺ کو بھی پہنچتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَ أَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا" (۷۸)

یعنی، جس شخص نے کسی نیک طریقہ کو جاری کیا، اُس کو اُس کا اپنا اجر بھی ملے گا اور اُس شخص کا بھی جو اُس پر عمل کرے گا۔

اِس طرح جو نیک عمل اُمتیوں سے وُجود میں آتے ہیں، اُس عمل کا اَجر جس طرح عامل کو پہنچتا ہے اِسی طرح رسول اللہ ﷺ کو بھی جو اُس عمل کے واضع ہیں پہنچتا ہے، بغیر اِس کے کہ عامل کے اَجر کو کچھ کم کریں، اِس بات کی ضرورت نہیں کہ عمل کرنے والا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیت پر عمل کرے کیونکہ وہ حق تعالیٰ کا عطیہ ہے، عامل کو اُس میں کچھ دخل نہیں، ہاں اگر عامل سے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیت بھی ظاہر ہو جائے تو عامل کے زیادہ اَجر کا باعث ہے اور یہ زیادتی بھی نبی کریم ﷺ کی طرف عائد ہو گی (یعنی لوٹ گی)۔ (۷۹)

لطیفہ: شطرنج کے ایجاد کرنے والا شطرنج کو لے کر بادشاہ کے پاس گیا بادشاہ نے کہا کہ کچھ انعام مانگو، اُس نے کہا کہ میرے شطرنج کے خانوں کو چاولوں سے اِس طرح بھر دو، کہ ہر اگلے خانے میں پہلے خانہ سے دوگنا ہوں، یعنی پہلے خانہ میں ایک دوسرے میں دو تیسرے میں چار چوتھے میں آٹھ، پانچویں میں سولہ، بادشاہ نے کہا جاؤ یہ حساب کر کے لگاؤ جو چاول

۷۸۔ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقۃ ولو الخ، برقم: ۲۳۱۴/۶۹ (۱۰۱۷)، ص ۴۵۳، کتاب العلم، باب مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً الخ، برقم: ۶۸۹۷، ۱۵/۰۔ (۱۰۱۷م)، ص ۲۸۴

أیضاً سُنَن النسائی، کتاب الزکاۃ، باب التحریض علی الصدقۃ برقم: ۲۵۵۴، ۳/۵/۵۴، ۵۵

أیضاً سُنَن ابن ماجۃ، المقدمۃ، باب مَن سنّ سُنّةً حسنةً الخ، برقم: ۲۰۳، ۱/۱۲۵

أیضاً سُنَن الترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فیما دعا إلی هُدیً الخ برقم: ۲۶۷۵، ۳/۴۷۲، ۴۷۳

۷۹۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ہفتم مکتوب نمبر ۵۷، ص ۲۰

کے بورے باورچی خانہ میں ہیں سب لے لو، اِس پر شطرنج کے مالک نے کہا سرکار مجھے تو حساب سے وہ جب حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ ساری دنیا کے ممالک میں اتنے چاول نہیں ہوتے جتنے حساب سے اُس نے مانگے ہیں، وجہ یہ ہے کہ شطرنج کے چونسٹھ خانے ہیں، آٹھ چاول ایک رتی، آٹھ رتی کا ایک ماشہ، بارہ ماشے کا ایک تولہ، اَسّی تولے کا ایک سیر، جو حساب لگایا چھبیسویں خانہ میں ایک من چاول ہے، اب جو فی خانہ دوگنا کیا گیا تو آخر میں اتنا چاول ہوا کہ اگر اُس چاول کی قیمت میں سونا دیا جائے، اگر چاول فی روپیہ چار کلو ہو اور سونا پچیس روپے تولہ تو سونا انیس کروڑ من ہوتا ہے، چاولوں کا حساب ہی کیا لگتا یہ چونسٹھ کا حساب تھا جو بادشاہ پورا نہ کر سکا۔

مگر ہمارے آقا کی بارگاہ میں اُمتی کا عمل جب پہنچتا ہے تو دوگنا، چہار گنا، آٹھ گنا علی الترتیب [illegible] بڑھ جاتا ہے کہ عدد وہاں کام نہیں کرتا، یہ حساب و کتاب دنیا کے حساب دانوں کا مگر رب العالمین دینے والا اور لینے والے محبوب کریم ﷺ، نہ دینے والے کے خزانوں میں کمی [illegible] لے محبوب کریم ﷺ کے دامن کی کوئی حد، اور نہ ہی محبوب کریم ﷺ کے تقسیم [illegible]

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا | دریا بہا دیئے ہیں دُرِ بے بہا دیئے ہیں
اُن کی نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو | جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں
اِک دل ہمارا کیا ہے اس کا آزار کتنا | اُن نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیئے ہیں
اُن کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں | جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

﴿وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾ (۸۰)

ترجمہ: اور بے شک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے۔ (کنزالایمان)

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ ''خُلق'' کے متعلق فرماتے یعنی خُلق نفس کے اُس ملکہ اور استعداد کو کہتے ہیں جس میں وہ پایا جائے اُس کے لئے افعالِ جمیلہ اور خصائلِ حمیدہ پر عمل پیرا ہونا آسان اور سہل ہو جائے۔ (۸۱)

۸۰۔ سورۃ القلم: ۶۸/۴

۸۱۔ التفسیر الکبیر، سورۃ (۶۸) القلم، الآیۃ: ۴، ۱۰/۶۰۱

پھر فرماتے ہیں کسی اچھے اور خوبصورت فعل کا کرنا الگ چیز ہے، لیکن اُس کو سہولت اور آسانی سے کرنا الگ چیز ہے، کام خُلق اُس وقت کہلائے گا، جب اُس کے کرنے میں تکلّف سے کام لینے کی نوبت نہ آئے ۔(۸۲)

یعنی جس طرح آنکھ بے تکلّف دیکھتی ہے کان بے تکلّف سُنتے ہیں، زبان بے تکلّف بولتی ہے، اِسی طرح صفات، شجاعت، حیا، حق گوئی، تقویٰ وغیرہ تجھ سے کسی تردّد اور توقّف کے بغیر صدور پذیر ہونے لگیں تو اُس وقت اِن اُمور کو تیرے اَخلاق شمار کیا جائے گا، عظیم، بہت بڑا۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ

لَا یُدْرِکُ شَأْوَہٗ اَحَدٌ مِنَ الْخَلْقِ (۸۳)

یعنی، خلوق میں سے جس کی سُرعتِ رفتار یا بلند عزم کو کوئی نہ پا سکے اُسے عظیم کہتے ہیں۔

"عَلٰی" استعلاء کے لئے ہے (۸٤) یعنی کسی پر حاوی ہونا، چھا جانا اور قابو پا لینے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، آیت یوں نہیں "وَ اِنَّ لَکَ خُلُقًا عَظِیْمًا" بلکہ "وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ" ہے، حق یہ ہے کہ اخلاقِ حمیدہ اور افعالِ پسندیدہ پر حضور ﷺ کا قبضہ ہے، یہ سب زیرِ فرمان ہیں، یہ سب مَرکب ہیں حضور ﷺ اُن کے راکب [illegible] شہسوار ہیں، اِس لئے حضور ﷺ کو اِن اُمور کے لئے کسی تکلّف اور بناوٹ کی ضرورت [illegible]، آفتابِ محمدی سے صفاتِ محمدیہ اور کمالاتِ احمدیہ کی کرنیں خود بخود پھوٹتی رہتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا

﴿قُلْ مَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ﴾ (۸۵)

ترجمہ: (اے حبیب!) تم فرماؤ کہ میں اس قرآن پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا اور میں بناوٹ (یعنی تکلّف کرنے) والوں میں نہیں۔ (کنز الایمان)

۸۲۔ التفسیر الکبیر، سورۃ (٦٨) القلم، الآیۃ: ٤، ١٠/٦٠١

۸۳۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (٦٨) القلم، الآیۃ: ٤، ٢٩/٤٠

أیضاً تفسیر روح البیان، سورۃ (٦٨) القلم، الآیۃ: ١۔٦، ١٠/١٢١

۸٤۔ التفسیر الکبیر، سورۃ (٦٨) القلم، الآیۃ: ٤، ١٠/٦٠١

۸۵۔ سورۃ ص: ٣٨/٨٦

﴿اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾ (۸٦) فرما کر بتا دیا کہ حضور ﷺ کی ذات تمام کمالات کی جامع ہے، وہ کمالات جو پہلے نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے وہ مجموعی طور پر اپنی تمام جلوہ سامانیوں اور اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ اُس ذاتِ اقدس و اطہر میں موجود ہیں، شُکرِ نوح، خلّتِ ابراہیم، اِخلاصِ موسیٰ، صدقِ اسماعیل، صبرِ یعقوب و ایوب، تواضعِ سلیمان علیہم الصلوٰۃ والسّلام سب یہاں جمع ہیں۔ (۸۷)

حُسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری (۸۸)

امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَاقَ النَّبِیّٖنَ فِیْ خَلْقٍ وَّ فِیْ خُلُقٍ وَ لَمْ یُدَانُوْہُ فِیْ عِلْمٍ وَّ لَا کَرَمٍ (۸۹)

فَاِنَّہٗ شَمْسُ فَضْلٍ ھُمْ کَوَاکِبُھَا یُظْھِرْنَ اَنْوَارَھَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمِ (۹۰)

یعنی، نبی کریم ﷺ اپنی ظاہری شکل میں اور صورت و سیرت و اخلاق کے اعتبار سے تمام انبیاء سے برتر ہیں، کوئی نبی آپ کے مقامِ علم اور شانِ کرم کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتا، حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی آفتاب ہے سارے انبیاء آپ کے ستارے ہیں اور وہ ستارے عہدِ جاہلیت کے اندھیروں میں آپ کے اَنوار اور تابانیوں کو ظاہر کرتے رہے ہیں۔

اور عارف جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بودھم بحر مکرمت ھم کان گوھرش کان خلقہ القران

۸٦۔ سورۃ القلم: ٦٨/٤

۸۷۔ تفسیر روح البیان، سورۃ (٦٨) لقلم الآیۃ: ١۔٢، ١٠/١٢٢ اسی مقام پر لکھتے ہیں کہ کسی عارف نے کہا

لِکُلِّ نَبِیٍّ فِی الْاَنَامِ فَضِیْلَۃٌ وَ جُمْلَتُھَا مَجْمُوْعَۃٌ لِمُحَمَّدٍ (ﷺ)

یعنی، ہر نبی کو لوگوں میں فضیلت ہے اور جملہ فضائل حضرت محمد ﷺ کے لئے جمع کر دیئے گئے ہیں۔

۸۸۔ یعنی، حضرت یوسف علیہ السلام کا حُسن، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پھونک، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا روشن ہاتھ وہ جو انبیاء علیہم السلام جدا جدا کمالات رکھتے ہیں آپ تنہا سارے کمالات رکھتے ہیں

۸۹۔ قصیدۃ البردۃ، برقم: ٣٨، ص ٣٨

۹۰۔ قصیدۃ البردۃ، برقم: ٥٣، ص ٤٢

وصف خلق کسی که قرانست   خلق را نعت او چه امکانست(۹۱)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب کسی نے خُلقِ مُصطفوی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

"کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن" (۹۲)

یعنی، حضور ﷺ کا خُلق قرآن تھا۔

ایک دوسرے نے یہی سوال کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ "سورۃ المومنون" کی پہلی دس آیتیں پڑھ لو۔(۹۳)

حکیم ترمذی نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خُلق سے کسی کا خُلق اعلیٰ نہیں کیونکہ حضور اپنی مرضی اور مشیت سے دستکش ہو گئے اور اپنے آپ کو کلیۃً حق تعالیٰ کے سپرد کر دیا، امام قُشیری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ نہ آلام و مصائب کے باعث شاہدِ حقیقی سے منہ موڑا اور نہ جُود و عطا سے دامن بھر لینے کے بعد اُس سے بے رُخی برتی۔(۹۴)

حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے خُلق کو عظیم اِس لئے کہا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بغیر حضور کی کوئی خواہش نہ تھی۔(۹۵)

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

۹۱۔ تفسیر روح البیان، سورۃ (٦٨) القلم الآیۃ:١۔٦، ١٠/١٢٢، ١٢٣

۹۲۔ دلائل النّبوّۃ للبیهقی، باب ذکر أخبار رویت فی شمائله و أخلاقه الخ، [illegible]

أیضاً المسند للإمام أحمد، برقم:٢٤٦٤٥، ٦/٩٢، ١٦٤

أیضاً أخلاق النّبیّ ﷺ للأصبهانی، ص٢٢

۹۳۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین و قصرها، باب جامع صلاة اللیل و من نام عنه أو مرض، برقم:١٦٨٦/ ١٣٩۔ (٧٤٦)، ص٣٣٤

أیضاً أخلاق النّبیّ ﷺ للأصبهانی، ص٢٩

۹۴۔ تفسیر روح البیان، سورۃ (٦٨) القلم الآیۃ: ١۔٦، ١٠/١٢٣

۹۵۔ تفسیر القرطبی، سورۃ (٦٨) القلم، الآیۃ: ٤، ٩/١٨/٢٢٧

أیضاً تفسیر المظهری، سورۃ القلم، ٩/٣٧٠

أیضاً تفسیر روح البیان، سورۃ (٦٨) القلم، الآیۃ:١۔٦، ١٠/١٢٣

لَهُ هِمَمٌ لَا مُنْتَهٰى لِكِبَارِهَا   وَ هِمَّتُهُ الصُّغْرٰى أَجَلُّ مِنَ الدَّهْرِ (۹۶)

یعنی، حضور نبی کریم ﷺ کی ہمتیں اور حوصلے بے شمار ہیں، جو اُن میں سے بڑے حوصلے ہیں، اُن کی تو حد ہی نہیں، حضور ﷺ کی چھوٹی سے چھوٹی ہمت اور حوصلہ زمانہ سے بزرگ تر ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشادِ گرامی ہے:

أَدَّبَنِيْ رَبِّيْ تَأْدِيْبًا حَسَنًا (۹۷)

یعنی، اللہ تعالیٰ نے مجھے ادب سکھایا اور اُس کا ادب سکھانا بہت خوب تھا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے لگاتار دس سال حضور ﷺ کی خدمت کی، حضور ﷺ نے مجھے کبھی بھی اُف نہیں کہا، جو کام میں نے کیا اُس کے متعلق کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تو نے کیوں کیا، اور جو کام نہیں کیا اُس کے متعلق کبھی نہیں پوچھا کیوں نہیں کیا، بے شک حضور ﷺ حُسن و جمال میں تمام لوگوں سے برتر تھے، میں نے کسی اطلس یا ریشم کو حضور ﷺ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم نہیں پایا، کوئی مُشک کوئی عطر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پسینے سے زیادہ خوشبودار میں نے نہیں سونگھا۔(۹۹)

۹۶۔ تفسیر روح البیان، سورۃ (٦٨) القلم الآیۃ: ١۔٦، ١٠/١٢٣

۹۷۔ تفسیر القرطبی، سورۃ (٦٨) القلم، الآیۃ: ٤، ٩/١٨/٢٢٨

۹۸۔ صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب استخدام الیتیم فی السّفر و الحضر، برقم:٢٧٦٨، ٢/٢١٤

أیضاً صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب کان رسول الله ﷺ أحسن النّاس خُلقاً، برقم: ٦٠٧٧، ٦٠٧٨/ ٥١، ٦٠٧٩/ ٥٢، ٦٠٨٠/ ٥٣۔ (٢٣٠٨) ص ١١٣٠، ١١٣١

أیضاً سُنَن التّرمذی، کتاب البرّ و الصّلة باب ما جاء فی خُلق النّبیّ ﷺ، برقم:٢٠١٥، ٣/١١٧، ١١٨

أیضاً الشّمائل، باب ما جاء خُلق رسول الله ﷺ، برقم:٣٤٣، ص٢١٦

أیضاً سُنَن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب فی الحلم و أخلاق النّبیّ ﷺ، برقم:٤٧٧٣، ٤٧٧٤، ٥/٨٧، ٨٨

أیضاً المسند للإمام أحمد، ٦/١٧٤، ٢٣٦، ٢٤٦

۹۹۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل، باب طیب رائحة النّبیّ ﷺ و لین ﷺ، برقم:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
''قیامت کے دن مومن کے میزان میں حُسنِ اَخلاق سے زیادہ بھاری اور کوئی چیز نہ ہوگی، اور اللہ تعالیٰ فحش کلام کرنے والے بدزبان سے بُغض رکھتا ہے''۔(۱۰۰)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''میرے نزدیک تم میں سے زیادہ محبوب اور روزِ قیامت تم میں مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جن کے اَخلاق اچھے ہوں گے''، پھر فرمایا، ''میرے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور قیامت کے دن تم میں سے سب سے زیادہ دُور بیہودہ باتیں کرنے والا، زبان دراز اور مُتَفَیْہِقُون ہوں گے''، عرض کیا گیا یارسول اللہ! پہلے دو لفظوں کا مطلب ہماری سمجھ میں آ گیا، تیسرے لفظ کا مطلب کیا ہے، فرمایا: ''متکبر لوگ''۔(۱۰۱)

''روح البیان'' میں علامہ اسماعیل حقّی نے یہ حدیث نقل کی ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا ''اللہ کے نزدیک خُلق کی تین سو ساٹھ صورتیں ہیں، جس میں توحید کے ساتھ اُن میں سے ایک صورت بھی پائی گئی، وہ جنت میں داخل ہوگا''۔

قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ: هَلْ فِیَّ مِنْهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! اُن میں سے کوئی چیز مجھ میں بھی پائی جاتی ہے۔

قَالَ: ''کُلُّهَا فِیْکَ یَا اَبَا بَکْرٍ وَ اَحَبُّهَا اِلَی اللّٰهِ السَّخَاءُ'' (۱۰۲)

حضور ﷺ نے فرمایا، ''اے ابوبکر! تم میں حُسنِ خلق کی سب کی سب

۸۱/۶۱۲۳ـ (۲۳۳۰)، ص ۱۱۳۷

أیضاً سُنَن الترمذی، کتاب البرّ و الصّلة باب ما جاء فی خُلق النبیّ ﷺ برقم: ۲۰۱۵، ۱۱۸،۱۱۷/۳

أیضاً المسند للإمام أحمد: ۲۴۶،۲۳۶،۱۷۴/۶

۱۰۰ـ سُنَن الترمذی، کتاب البرّ و الصّلة، باب ما جاء فی حُسن الخُلق، برقم: ۲۰۰۲، ۱۱۲/۳

۱۰۱ـ تفسیر القرطبی، سورة (۶۸) القلم الآیة: ۴، ۲۲۸/۱۸/۹

۱۰۲ـ تفسیر روح البیان، سورة (۶۸) القلم، الآیة: ۱ـ۶، ۱۲۳/۱۰، وقال الشیخ أحمد عزّو عنایة: أخرج نحوه ابن سلیم القرشی فی حدیث خیثمة (تحقیق روح البیان، ۱۴۱/۱

صورتیں موجود ہیں، اور اُن میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخاوت بہت محبوب ہے''۔

صاحبِ تفسیر مظہری قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نقشبندی اِس مقام پر نقل فرماتے ہیں کہ سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب آپ ﷺ کے ہمراہ اونٹنی یا گدھی پر سوار ہوئیں تو اُس نے تین مرتبہ سُوئے کعبہ سجدہ کیا اور بزبانِ فصیح بولی، میری پُشت پر افضل الانبیاء، سیّد المرسلین، حبیبِ کبریاء ﷺ سوار ہیں۔(۱۰۳) (غرضیکہ جانور نے اعترافِ عظمت کیا)

امام احمد کی ''مسند'' اور امام مالک کے ''مؤطا'' (۱۰۴) میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ (۱۰۵)

یعنی، میں اِس لئے مبعوث کیا گیا ہوں کہ اَخلاقِ حَسنہ کی تکمیل کر دوں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب سے بڑھ کر حسین و جمیل [illegible] اور سب سے زیادہ صاحبِ جود وسخا و عطا (۱۰۷) اور شجاع ترین تھے (۱۰۸) اور یہ کہ

۱۰۳ـ تفسیر المظهری، سورة القلم، ۳۶۹/۹

۱۰۴ـ [illegible] للإمام مالك، کتاب حُسن الخُلق، باب ما جاء فی حُسن الخُلق، برقم: ۸/۱/۴۷ (۱۶۹۴)، ص ۵۵۶

۱۰۵ـ تفسیر القرطبی، سورة القلم، ۲۲۷/۱۸/۹

أیضاً تفسیر المظهری، سورة القلم، ۳۷۱/۹

۱۰۶ـ صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفة النبیّ ﷺ، برقم: ۳۵۴۹، ۴۲۵/۲

أیضاً صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی صفة النبیّ ﷺ و أنه کان أحسن النّاس وجهاً، برقم: ۹۱/۲۱۳۴ـ (۲۳۳۷)، ص ۱۱۳۹

۱۰۷ صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب: ۶، برقم: ۵، ۷/۱

أیضاً صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب کان النّبیّ ﷺ أجود النّاس بالخیر الخ، برقم: ۵۰/۶۰۷۶،۶۰۷۵ (۲۳۰۸)، ص ۱۱۳۰

۱۰۸ـ صحیح البخاری، کتاب الجهاد و السّیر، باب الشّجاعة فی الحرب و الجُبن، برقم: ۲۸۲۰، ۲۲۸/۲

أیضاً صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب شجاعة النّبیّ ﷺ الخ، برقم: ۶۰۷۲/ ۴۸ـ (۲۳۰۷)، ص ۱۱۲۹، ۱۱۳۰ بلفظ عن أنس قال: کان رسول الله ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ وَ کَانَ أَشْجَعَ النَّاسِ الخ

رسول اللہ ﷺ نے کسی سائل کو جواب میں ''لا'' کبھی نہ فرمایا۔(۱۰۹)

واہ کیا جود و کرم ہے شہہ بطحا تیرا　　　نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام طائف تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے وہاں کے لوگوں نے بہت گستاخیاں کیں، یہاں تک کہ آپ کو زخمی کر دیا، جبریل امین نے عرض کی حضور دعا فرمائیں ابھی ابھی اِن کو ہلاک کر دیا جائے، فرمایا، ''جبریل! میں رحمت بن کر آیا ہوں، زحمت بن کر نہیں آیا، اے اللہ! اِن پتھر برسانے والوں پر رحمت برسا دے، یہ نہیں جانتے میں کون ہوں''، جبریل نے عرض کیا، اے اللہ کے حبیب! یہ تو اب ایمان نہ لائیں گے، فرمایا، ''اُمید ہے کہ اِن کی اولاد ایمان لے آئے''، فتحِ مکہ کے روز ہر ایک خوف سے لرزاں اور تُرساں تھا اُن میں سے ہر ایک مایوسی اور ناکامی کی دلدل میں پھنسا ہوا تھا، خوف کے مارے اُن کے چہرے زرد پڑ گئے تھے، اُس وقت سرورِ کونین ﷺ نے اُن سے دریافت کیا:

''اے جماعتِ قریش! آج تمہارا وہ غُرور اور گھمنڈ کہاں ہے، سنو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے اُس جاہلیت کے غُرور اور تکبّر اور نسب کے فخر کو مٹا دیا ہے، تمام آدمی آدم کی اولاد ہیں، اور حضرت آدم علیہ السّلام خاک ہی سے بنے تھے''۔

قریش نے یہ سُن کر کچھ جواب نہ دیا، شرم و ندامت سے اُن کی نظریں زمین میں گڑی ہوئی تھیں، حضور ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا، ''اے قریشی سردارو! تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سُلوک کروں گا''۔

سردارانِ قریش نے جواب دیا، آپ ہمارے شریف بھائی ہیں، اور شریف برادرزادہ ہیں، یہ جواب سُن کر نبی کریم ﷺ نے یہ کلمات فرمائے:

اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ وَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (۱۱۰)

۱۰۹۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب ما سُئل رسول اللہ ﷺ قط فقال: لا الخ برقم ۶۰۸۴/۵۶۔ (۲۳۱۱)، ص ۱۱۳۱

۱۱۰۔ السُّنن الکبریٰ للبیهقی، کتاب السّیر، باب فتح مکۃ حرسہا اللہ تعالیٰ، برقم ۱۸۲۷۶، ۲۰۰/۹

''جاؤ تم آزاد ہو، آج تم پر کوئی ملامت یا گرفت نہیں اور اللہ تعالیٰ بھی تم کو معاف فرما دے گا وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے''۔

ولید بن مغیرہ نے نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخانہ الفاظ کہے اُس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب کو قسم بیان فرما کر اور آپ کے اَوصافِ حمیدہ بیان کر کے حضور ﷺ کے دل سے اُس غم و اندوہ کو دُور فرمایا(۱۱۱)، کیسی ہے شانِ مصطفیٰ ﷺ جن کی دلجوئی اللہ عزّ وجلّ اپنے کرمِ خاص سے فرماتا ہے، اور محبوب کے سامنے اپنی رحمتوں برکتوں اور لازوال نعمتوں کا ذکر فرما کر محبوب ﷺ کی شان کو بلند و بالا فرماتا ہے، صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم

اُسے　　　منظور　　　بڑھانا　　　تیرا

۳۴۔ ﴿اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَ نِصْفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ وَ طَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ط وَ اللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ط عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ط﴾ (۱۱۲)

ترجمہ: بے شک تمہارا ربّ جانتا ہے کہ تم قیام کرتے ہو کبھی دو تہائی رات کے قریب کبھی آدھی رات کبھی تہائی اور ایک جماعت تمہارے ساتھ والی اور اللہ رات اور دن کا اندازہ فرماتا ہے، اسے معلوم ہے کہ اے مسلمانو! تم سے رات کا شمار نہ ہو سکے گا تو اس نے اپنی مہر سے تم پر رجوع فرمائی اب قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو اتنا پڑھو۔(کنزالایمان)

جب حضور نبی کریم ﷺ پر ﴿قُمِ الَّيْلَ﴾(۱۱۳) کا حکم نازل ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ پر نمازِ تہجد ادا کرنا اور اُس میں قرآن کریم کی تلاوت کرنا فرض ہو گیا، بعض علماء فرماتے ہیں کہ ابتداء میں نمازِ تہجد تمام مسلمانوں پر فرض تھی اور بعض کا خیال ہے کہ نمازِ تہجد صرف حضور ﷺ پر ہی فرض تھی،(۱۱٤) لیکن جب مسلمانوں نے اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نصف

۱۱۱۔ دیکھئے: سورة (٦٨) القلم، آیت: ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳

۱۱۲۔ سورة المزمّل: ۲۰/۷۳

۱۱۳۔ سورة المزمّل: ۲/۷۳

۱۱٤۔ علامہ ابوالحسنات اِس قول کے تحت لکھتے ہیں کہ ''فرضیت سب کے لئے نہ تھی، فرضیت آپ ﷺ کے

شب یا کم وزیادہ عبادت میں مصروف دیکھا تو اُن کے دل میں اپنے پیارے نبی ﷺ کی اتباع کا شوق پیدا ہوا اور وہ بھی اپنے ہادی ومولیٰ کے ساتھ اپنے مالک کی عبادت میں مشغول رہنے لگے، کیونکہ نصف رات کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتے تھے اِس لئے بسا اوقات دو تہائی رات نماز پڑھتے پڑھتے گزر جاتی، یہاں تک کہ اُن کے پاؤں سوج گئے چہروں کی رنگت زرد پڑ گئی، اللہ تعالیٰ نے لطف وکرم فرمایا اِس حکم میں تخفیف کر دی، اب نصف رات جاگنے کی پابندی نہیں، جتنا تم آسانی سے جاگ سکتے ہو اور جتنا بآسانی قرآن پڑھ سکتے ہو اتنا ہی کافی ہے۔

یہ آیت پہلے حکم کے کتنے عرصہ بعد نازل ہوئی اِس میں مختلف قول ہیں، آٹھ ماہ، سولہ ماہ، ایک سال کی مختلف روایات منقول ہیں، امام ابن جریر نے اپنی "تفسیر" میں بارہ ماہ کا عرصہ لکھا ہے،(۱۱۵) بعض نے اِس کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ تم اس کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتے (۱۱۶) اس وقت کوئی ایسا ذریعہ نہ تھا جس سے بالیقین پتہ چل جائے کہ ٹھیک آدھی رات گزر گئی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس حکم میں نرمی فرما دی اور بعض نے "لَنْ تُحْصُوْہ" کا معنی "لَنْ تُطِیْقُوْا قِیَامَہٗ" کیا ہے (۱۱۷) کہ تم ہمیشہ اتنی دیر قیام کی طاقت نہیں رکھتے تم اس حکم کو نباہ نہ سکو گے، کیونکہ بیماری، سفر وغیرہ کے عوارض انسان کے ساتھ ہیں، جن کے باعث نصف رات جاگنا از حد مشکل ہو جاتا، اِن وجوہ کی بنا پر لوگ ایسا نہ کر سکتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے تم پر آسانی اور تخفیف کر دی، اب جتنا آسانی سے جاگ سکتے ہو اور آسانی سے تلاوت کر سکتے ہو اتنا ہی کافی ہے۔

"تفسیر الحسنات" (۱۱۸) میں ہے کہ علماء کا اِس میں اختلاف ہے کہ نمازِ تہجد سُنَنِ الزوائد

لئے خاص تھی البتہ تخفیف اُمت کے ضعف کے پیشِ نظر فرمائی گئی کہ اتباعِ سنت میں یہ اَمر اُن کے حق میں ثقل ہو جائے اور برکاتِ قیامِ شب سے محروم نہ ہوں کیونکہ آپ ﷺ کی اتباع وپیروی دین کی اصل ہے (تفسیر الحسنات، سورۃ المزمّل، ۲۹/۷)

۱۱۵_ تفسیر ابن جریر، سورۃ المزمّل، الآیۃ:۱۹، ۲۰، ۲۹۵/۱۲

۱۱۶_ تفسیر المظهری، سورۃ المزمّل، الآیۃ: ۲۰، ۷۸/۱۰

۱۱۷_ تفسیر ابن جریر، سورۃ المزمّل، الآیۃ: ۱۹، ۲۰، ۲۹۳/۱۲

۱۱۸_ تفسیر الحسنات، سورۃ المزمّل، ۲۹/۷، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶

سے ہے یا سنّتِ مؤکدہ تو جمہور کے نزدیک نمازِ تہجد سُنَنِ الزّوائد سے ہے یعنی مستحب ہے، البتہ مستحبات میں افضل ترین ہونے کی وجہ سے اِس کے ترک کو ناپسندیدہ جانا گیا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، "اُس شخص کی طرح نہ ہونا جو پہلے نمازِ تہجد پڑھا کرتا تھا پھر اس نے اُسے ترک کر دیا"۔ (۱۱۹)

اور امام ترمذی نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، تم (لوگ) نمازِ شب کا التزام کرو کہ یہ گزشتہ اُمتوں کے صالحین کا طریقہ ہے اور (بے شک قیامِ لیل) قُربِ الٰہی کا ذریعہ، گناہوں کو باز رکھنے والا ہے، اور خطاؤں کو مٹانے والا (اور بیماری کو جسم سے دُور کرنے والا ہے)۔(۱۲۰)

اِس کی تفسیر میں بعض علماء کا فرمانا ہے کہ مراد پنجگانہ نمازوں میں قرأت ہے، اور حُسن کا قول ہے کہ مغرب اور عشاء کی قرأت مراد ہے، اور نماز میں قرأت کی کتنی مقدار واجب ہے امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو پھر فاتحہ پڑھو، پھر جو کچھ چاہو پڑھو۔(۱۲۱) اور امام دار قطنی کی روایت میں فاتحہ سے پہلے ثنا پڑھنا بھی آیا ہے۔(۱۲۲) اور فاتحہ کے بعد یہ الفاظ آئے ہیں اور غیر کے پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے یعنی "فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ"۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اِسی حکم کے تحت نماز میں کم از کم ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیات مثل سورۂ کوثر جوازِ نماز کے لئے کافی ہیں،(۱۲۳) یعنی اس قدر

۱۱۹_ الزهد لابن المبارك، برقم:۹۶۱، ص ۵۱٤

۱۲۰_ سُنن الترمذي، كتاب الدعوات، باب ما جاء في دُعاء النبي ﷺ برقم:۳۵٤۹، ۳۹۱/٤
أيضاً مشكاة المصابيح، كتاب الصّلاة، باب التحريض على قيام الليل، الفصل الثاني برقم:۱۲۲۷، ۱_۲/۲٤۲

۱۲۱_ المسند للإمام أحمد: ٤۲۰/۲

۱۲۲_ سُنن الدار قطني، كتاب الصّلاة، باب دعاء الاستفتاح بعد التكبير، برقم:۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۲۹۸/۱/۱

۱۲۳_ جب کہ "هدایه" میں ہے کہ امام اعظم کے نزدیک کم از کم ایک آیت اور صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمد) کے نزدیک ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیات جوازِ نماز کے لئے کافی ہیں، دیکھئے: الهداية كتاب الصّلاة، باب صفة الصّلاة، فصل في القراءة، ۱_۲/۶۷

قرأت لازم ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی (۱۲۴) اور امام احمد کا مذہب بھی یہی ہے، البتہ اُن کے نزدیک فاتحہ کے بعد قرأتِ سورت مسنون ہے واجب نہیں، اور اُن کے ساتھ امام شافعی اور امام مالک کا مذہب بھی یہی ہے، اور وہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہ ہونے کے قائل ہیں، یعنی فرض قرار دیتے ہیں، امام ابو حنیفہ کے نزدیک فاتحہ اور اُس کے ساتھ کسی سورت کا انضمام (یعنی ملانا) واجب ہے۔ کما قیل فی "الهداية" (۱۲۵)

اور امام کے پیچھے سورت الفاتحہ کا پڑھنا اختلافی مسئلہ ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک امام کے پیچھے کسی نماز میں بھی خواہ سری ہو یا جہری سورۂ فاتحہ پڑھنے کی ممانعت ہے، اور اُن کی دلیل امام احمد (۱۲۶) اور دار قطنی (۱۲۷) کی مروی حدیث حجت ہے:

"قِرَأةُ الْإِمَامِ قِرَأةٌ لَهُ" (۱۲۸)

یعنی، امام کی قرأت مقتدی کو بھی کافی ہے۔ (۱۲۹)

اور امام ابو داؤد نے بھی اِس حدیث کو روایت کیا ہے اور یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح

۱۲۴۔ یعنی مطلقاً قرأت فرض ہے سورۂ فاتحہ پڑھنا اور اس کے ساتھ چھوٹی سورت جیسے سورۂ کوثر، چھوٹی تین آیات اس طرح ایک آیت یا دو آیات جو چھوٹی تین آیات کے برابر ہوں فرض کی پہلی دو رکعات میں اور فرائض کے علاوہ ہر نماز کی ہر رکعت میں ملانا واجب ہے جیسا کہ "در مختار" (کتاب الصّلاة، باب صفة الصّلاة، ص ٦٤) میں ہے۔

۱۲۵۔ الهداية، كتاب الصّلاة، باب صفة الصّلاة، ۱۔۲/۱۰

۱۲۶۔ المسند للإمام أحمد، ۳۳٦/۳

۱۲۷۔ سُنن الدار قطني، كتاب الصّلاة، باب ذكر قوله ﷺ "من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة، برقم: ۱۲۲۳، ۱/۱/۳۲۱

۱۲۸۔ سُنن ابن ماجة، كتاب الصّلاة، باب إذا قرأ الإمام فأنصتوا، برقم: ۸۵۰، ۱/٤٦۰

۱۲۹۔ اور حدیث شریف جسے امام ولی الدین تبریزی نے "مشكاة المصابيح" کے كتاب الصّلاة، باب القرأة في الصلاة (الفصل الأول) میں نقل کیا ہے کہ حضرت قتادہ کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ "جب امام قرأت کرے تو تم خاموش ہو جاؤ" اس کے تحت شیخ عبدالحق مُحدّث دہلوی لکھتے ہیں کہ یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت کے منع ہونے اور اس پر جہری خواہ سری نماز میں قرأت کے واجب نہ ہونے کی دلیل ہے۔ (لمعات التنقيح، كتاب الصّلاة، باب القرأة في الصّلاة، الفصل الأول، برقم: ۸۲۷ (٦)، ۳/۱۳٤)

ہے، جسے امام محمد نے "مؤطا" (۱۳۰) میں بطریق موسیٰ بن ابی عائشہ عن عبداللہ بن شداد عن جابر روایت کیا ہے۔ (یہاں پر "تفسير الحسنات" کا بیان مکمل ہوا) (۱۳۱)

نمازِ تہجد اُمت کے حق میں اگرچہ نہ فرض ہے اور نہ واجب لیکن صحابہ کرام علیہم الرضوان جو نبی ﷺ کے افعال کے اتباع کو اپنے لئے ضروری و لازمی جانتے تھے اُن سے یہ متصور نہیں کہ وہ اس کے تارک ہوں چنانچہ علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بات میں بکثرت احادیث و آثار ہیں جن کا احاطہ نہیں ہو سکتا، لیکن بحیثیت مجموعی طور پر یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ ﷺ کے افعال کی پیروی اور اتباع کیا کرتے تھے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

جب آپ ﷺ نے اپنی نعلین مبارک اُتاری تو تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنی جوتیاں اُتار دیں۔ (۱۳۲)

۱۳۰۔ موطأ الإمام مالك رواية محمد بن حسن شيباني، أبواب الصّلاة، باب القرأة في الصّلاة خلف الإمام، برقم: ۱۱۷، ص ٦۱

۱۳۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "امام اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے پس وہ جب تکبیر کہے تو تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو" اِس حدیث کو امام ابو داؤد نے اپنی "سُنن" کے كتاب الصّلاة، (باب الإمام يصلّي من قعود، برقم: ٦۰٤، ۱/۲۸۷) میں، امام نسائی نے اپنی "سُنن" کے كتاب الإفتتاح و باب إكتفاء المأموم بقرأة الإمام، برقم: ۹۲۲، ۱/۲/۱۰٤) میں امام ابن ماجہ نے اپنی "سُنن" کے كتاب الصّلاة (باب إذا قرأ الإمام فأنصتوا، برقم: ۸٤٦، ۱/٤٥۸) میں اور امام احمد نے "المسند" (٤/۳۵۳) میں روایت کیا اور ولی الدین تبریزی نے "مشكاة المصابيح" کے كتاب الصّلاة، باب القرأة في الصّلاة (الفصل الثاني، برقم: ۸۵۷، ۱۔۲/۱۷۸) میں نقل کیا ہے۔

۱۳۲۔ سُنن أبي داؤد، كتاب الصّلاة، باب الصّلاة في النّعل، برقم: ٦۵۰، ۱/۳۰۲

أيضاً سُنن الدارمي، كتاب الصّلاة، باب الصّلاة في النّعلين، برقم: ۱۳۷۸، ۱/۳۳۵

أيضاً مسند عبد بن حُميد، من مسند أبي سعيد الخدري، برقم: ۸۸۰، ص ۲۷۸

أيضاً صحيح ابن خزيمة جماع أبواب اللباس في الصّلاة، باب ذكر الدليل على أن المصلّي الخ، برقم: ۷۸٦، ۱/٤۰۵

أيضاً الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان، كتاب الصّلاة، باب فرض متابعة الإمام، ذكر

یہ تھا ذوق ومحبت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا،(۱۳۳) یہ بھی اُن صحابہ کرام کی محبت کا صلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تکالیف کو دیکھتے ہوئے پیارے محبوب ﷺ کی رحمت وشفقت پر کرم فرمایا کہ اس حکم میں آسانی کی اُمت کی مغفرت کے غم میں رہتے تھے اور اپنے امتیوں کی معمولی سی تکلیف، دکھ، درد، مصیبت کو برداشت نہ فرماتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ (۱۳٤)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر

الأمر لمن أتى المسجد الخ، برقم:۲۱۸۲، ۳/۳/۵ ۳۰، ۳۰۶

أیضاً المسند للإمام أحمد: ۳/ ۲۰، ۹۲

أیضاً بلوغ الأماني من أسرار الفتح الربّاني، کتاب الصّلاة، إجتناب النجاسة الخ، الصّلاة فی النعل، برقم: ۱٤۲۷، ۱/ ۳۸۰

أیضاً فتح المتعال فی مدح النّعال، الباب الأوّل، حکم الصّلاة فی النّعال، ص ٤٥

۱۳۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ جمعہ کے دن حاضر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے انہوں نے سُنا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''بیٹھ جاؤ'' تو حضرت ابن مسعود مسجد کے دروازے پر ہی بیٹھ گئے اور نبی کریم ﷺ نے انہیں دیکھ لیا فرمایا اے عبداللہ بن مسعود اِدھر آؤ (سُنن أبي داؤد، کتاب الصّلاة، باب الإمام یکلّم الرجل فی خطبته أیضاً صحیح ابن خزیمة، کتاب الجمعة، جماع أبواب الأذان، باب أمر الإمام الخ برقم: ۱۷۸۰، ۲/ ۸٦۳۔ أیضاً جامع بیان العلم و فضله، باب (٦١) نکتة یستدلّ بها علی استعمال عموم المخطاب الخ برقم: ۸٦۲، ۲/ ۱۳۳، ۱۳٤) اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستے میں تھے کہ آپ نے سُنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''بیٹھ جاؤ'' تو وہ وہیں راستے میں بیٹھ گئے، رسول اللہ ﷺ اُن کے پاس سے گزرے تو فرمایا ''تیرا کیا حال ہے؟'' عرض کی حضور میں نے آپ کو ''بیٹھ جاؤ'' فرماتے سنا تو میں بیٹھ گیا تو نبی کریم ﷺ نے (دعا دی کہ) ''اللہ تعالیٰ تیری طاعت کو زیادہ کرے'' (جامع بیان العلم و فضله، باب (٦١) نکتة یستدلّ بها الخ، برقم: ۸٦۲، ۲/ ۱۳٤) متن اور حاشیہ میں ذکر کردہ ان چند واقعات سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور ﷺ کے قول اور فعل کو واجب العمل گردانتے تھے، مسلمانو! حضرات صحابہ کرام کا عمل دیکھو پھر اپنے آپ کو دیکھو کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔

۱۳٤۔ سورة التوبة: ۹/ ۱۲۸

تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب ﷺ سے وہ تعلق ہے جسے یوں بیان فرمایا:

کُلُّھُمْ یَطْلُبُوْنَ رِضَائِیْ وَ اَنَا اَطْلُبُ رِضَاکَ یَا مُحَمَّدْ (ﷺ) (۱۳۵)

خُدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم، خُدا چاہتا ہے رضائے محمد (ﷺ)

۳۵۔ ﴿لَا تُحَرِّکْ بِہٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِہٖ ○ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَ قُرْاٰنَہٗ ○ فَاِذَا قَرَاْنٰہُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَہٗ ○ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ ○﴾ (۱۳٦)

ترجمہ: تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو۔ بے شک اِس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔ تو جب ہم اُسے پڑھ چکیں اُس وقت اُس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو۔ پھر بے شک اِس کی باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔ (کنزالایمان)

شانِ نزول: بخاری و مسلم اور دیگر کُتبِ احادیث میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نزولِ وحی کی شدت کی وجہ سے جلد جلد پڑھتے، اور اپنی زبان مبارک اور اپنے مقدس ہونٹوں کو جلد جلد حرکت دیتے، اِس خوف سے کہ نازل شدہ آیات سے کچھ حصہ یاد سے نہ رہ جائے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ (۱۳۷)

نبوت کی گراں ذمہ داریوں کا حضور ﷺ کو ازحد احساس تھا جب وحی نازل ہوتی تو حضور ﷺ پوری طرح متوجہ ہوتے اور جبریل امین جونہی اللہ تعالیٰ کے کلام کی قرأت شروع کرتے حضور بھی جلدی جلدی سے تلاوت فرماتے، مبادا کوئی لفظ رہ نہ جائے، بیک وقت تین

۱۳۵۔ ان کلمات کی تخریج کتاب کے ابتدائی صفحات میں گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ ہو۔

۱۳٦۔ سورة القیامة: ۷۵/ ۱٦ تا ۱۹

۱۳۷۔ صحیح البخاري، کتاب بدء الوحی، باب: ٤، برقم: ۵، ۱/ ۷

أیضاً صحیح مسلم، کتاب الصّلاة، باب الاستماع للقرأة، برقم: ۹۳۵/ ۱٤۷۔ (٤٤۸)، ص ۲۱۳، ۲۱٤

أیضاً تفسیر ابن کثیر، سورة (۷۵) القیامة، الآیة: ۱٦، ٤/ ۵۸۰

أیضاً تیسیر الوصول، سورة (۷۵) القیامة، الآیة: ۱٦، ص ۳۷۷

کام، سراپا توجہ بن کر سُننا، اُس کی تلاوت کرنا، اور اُس کے مفہوم کو سمجھنا بڑا وقت طلب اور تکلیف دِہ کام تھا، اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کی یہ تکلیف گوارا نہ فرمائی، اِس زحمت سے بچانے کے لئے یہ ارشاد فرمایا۔

چونکہ یہاں قیامت اور قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر ہو رہا تھا مضمون کی اہمیت کے پیش نظر حضور ﷺ نے اپنے تین کاموں میں مزید کوشش فرمائی اللہ عزّ وجلّ نے اس شِدّت کو کم کرنے اور اِس تکلیف سے بچانے کے لئے اپنے پیارے نبی مکرم ﷺ پر خصوصی رحمت فرمائی ہے کہ محبوب! آپ کو اس قدر کوشش کرنے کی ضرورت نہیں، جب جبریل ہماری آیتیں پڑھ کر سُنا رہے ہیں تو اس وقت آپ صرف دھیان سے سُنتے جائیں اور یہ فکر نہ کریں کہ کلام کا کوئی حصہ فراموش ہو جائے گا یا کوئی حکم پوری طرح سمجھا نہ جائے گا، یہ فکر دل سے نکال دیں یہ کام ہم نے اپنے ذمہ لے لئے ہیں۔

جب جبریل وحی کا اِلقا کر چکیں گے تو اُس کا ایک ایک کلمہ ایک ایک حرف آپ کے حافظہ میں نقش ہو جائے گا، اِس سارے کلام کو ہم آپ کے سینہ مبارک میں جمع کر دیں گے اور پھر ہر آیت کا، آیت کے ہر کلمہ کا مقصد اور مفہوم آپ کو سمجھا دینا یہ بھی ہمارا کام ہے۔ ان چار آیات نے فتنۂ انکارِ سنّت کو جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دیا، منکرینِ سنّت کے زبردست اعتراضات کا قلع قمع کر کے رکھ دیا، ہر وہ شخص جو قرآن کو خداوند عالم کا کلام سمجھتا ہے اُس کے لئے نجات کا راستہ کشادہ ہو جاتا ہے۔

مُنکرینِ سنّت کا بنیادی اعتراض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر صرف قرآن کریم نازل فرمایا ہے، اس کے علاوہ اور کوئی وحی حضور ﷺ پر نہیں اُتری، قرآن کی جو تعبیر یا احکام قرآنی کی جو تفصیل ہمیں کُتبِ احادیث میں ملتی ہے یہ حضور کی ذاتی رائے ہے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ

قرآن کی ایک چھوٹی آیت ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾(۱۳۸) ترجمہ: ''پھر ہمارے ذمہ ہے اس کو کھول کر بیان کر دینا'' ۔ نے اعتراضات کے اس طومار کو نیست و نابود کر دیا، فرمایا جو کلام آپ پر نازل کیا جا رہا ہے اس کا یاد کرا دینا اُس کو آپ کے سینہ میں جمع کر دینا بھی ہمارا

۱۳۸۔ سورۃ القیامۃ: ۷۵/۱۹

کام ہے اور اُس کا بیان بھی ہمارے ذمہ ہے۔

یعنی قرآنِ کریم کے احکامات ارشادات کے مفہوم اور مُدّعا کو پوری طرح سمجھا دینا بھی ہماری ذمہ داری ہے، یہ آپ کی صوابدید یا اجتہاد پر موقوف نہیں، بلکہ ہم نے (جو عالم الغیب و الشہادہ ہیں، ماضی، حال، مستقبل کے زمانوں اور اُن کے ہر لحظہ بدلتے ہوئے تقاضوں کے خالق ہیں) انہیں کھول کر آپ کو سکھایا ہے، جب قرآن اور قرآن کا بیان دونوں مُنزّل من اللہ ہیں، تو دونوں کا اتباع ہر مومن پر لازم ہوگا اور کسی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ ایک کو واجبُ العمل قرار دے اور دوسرے کو ساقطُ العمل۔

مُنکرینِ سنّت نے ﴿إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ ایک حکم جو ایک جگہ قرآن میں مجملاً مذکور ہے، دوسری آیت میں اُس میں تفصیل درج کر دی گئی اور یہی بیان قرآن ہے جس کا وعدہ کیا گیا، اس کو وہ تفسیر القرآن بالقرآن پر بھاری بھرکم اور رُعب دار اصطلاح سے تعبیر کرتے ہیں، ہم بصد ادب اُن کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ وہ سارے قرآن سے حج کرنے کا طریقہ ہمیں سمجھا دیں، ہم ان کی قرآن فہمی کی داد دیں گے اگر وہ سنّت کی روشنی کے بغیر حج ادا کرنے کے حکم کی تعمیل کریں گے تو انہیں نویں ذی الحجہ کا تعین ملے گا، نہ طواف کا طریقہ نہ احرام کی تفصیلات، نہ سعی نہ دیگر افعالِ حج کا انہیں صحیح علم ہوگا، اُن کے اجتہاد کے مطابق ملّتِ اسلامیہ کا یہ بین الاقوامی اجتماع انتشار و اختلاف کی نذر ہو جائے گا۔

حج سے بھی زیادہ اہم عبادت نماز ہے، آپ نماز کے بارے میں قرآن کریم کی سب آیتوں کو چُن کر جمع کر لیں، پھر عربی لغت کی ساری کُتب جو دستیاب ہو سکتی ہیں وہ بھی فراہم کر لیں، مزید یہ کہ عربی زبان کے ماہرین کو تلاش کریں اُن میں جو ماہر ترین ہوں اُن کی ایک جماعت کو بھی پاس بٹھا لیں اور ہمیں ''أَقِيمُوا الصَّلٰوةَ'' کا معنیٰ سمجھا دیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اِس حکم کی تعمیل ہم سے کس صورت میں چاہتا ہے، یہ لوگ برسوں مغز ماری کرتے رہیں، سنّتِ نبوی کی مدد کے بغیر آیت کریمہ کے اِن دو کلمات کا معنیٰ نہیں بتا سکتے چہ جائیکہ سارے قرآن کو سمجھنے کا دعویٰ کریں۔

قرآن اور بیانِ قرآن (سنّت نبوی) اِس آیت کے مطابق سب مُنزّل من اللہ ہیں، ان

کو جدا انہیں کیا جا سکتا عمل کرنا ہے تو دونوں پر عمل کرنا ہوگا اگر بیانِ قرآن کو نظر انداز کر دیں تو ممکن ہی نہیں کہ قرآن کا اس طرح اتباع کریں جس طرح اُس کے نازل کرنے والے کا منشاء ہے۔

چنانچہ قرآن پاک میں اللہ عزوجل کے ذکر کے ساتھ ذکر رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ سنئیں:

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ (۱۳۹)

ترجمہ: اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا۔ (کنز الایمان)

﴿وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ (۱۴۰)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے۔ (کنز الایمان)

﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لَا رَسُوْلِهٖ﴾ (۱۴۱)

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول کے سوا۔ (کنز الایمان)

﴿بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ﴾ (۱۴۲)

ترجمہ: بیزاری کا حکم سنانا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔ (کنز الایمان)

﴿وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ﴾ (۱۴۳)

ترجمہ: اور منادی پکار دینا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔ (کنز الایمان)

﴿مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ (۱۴۴)

ترجمہ: جو خلاف کرے اللہ اور اُس کے رسول کا۔ (کنز الایمان)

﴿مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ (۱۴۵)

ترجمہ: جو اللہ اور اس کے رسول نے اُن کو دیا۔ (کنز الایمان)

﴿اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ بِرَسُوْلِهٖ﴾ (۱۴۶)

ترجمہ: اسی لئے کہ وہ اللہ اور رسول سے منکر ہوئے۔ (کنز الایمان)

۱۳۹۔ سورۃ النساء:۴/۱۳ ۔ ۱۴۰۔ سورۃ النساء:۴/۱۴
۱۴۱۔ سورۃ التوبۃ:۹/۱۶ ۔ ۱۴۲۔ سورۃ التوبۃ:۹/۱
۱۴۳۔ سورۃ التوبۃ:۹/۳ ۔ ۱۴۴۔ سورۃ التوبۃ:۹/۶۳
۱۴۵۔ سورۃ التوبۃ:۹/۵۹ ۔ ۱۴۶۔ سورۃ التوبۃ:۹/۵۴

﴿وَ سَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ (۱۴۷)

ترجمہ: اور اب اللہ و رسول تمہارے کام دیکھیں گے۔ (کنز الایمان)

﴿اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ (۱۴۸)

ترجمہ: اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ (کنز الایمان)

﴿الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ (۱۴۹)

ترجمہ: جنہوں نے اللہ و رسول سے جھوٹ بولا تھا۔ (کنز الایمان)

﴿الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ (۱۵۰)

ترجمہ: وہ کہ اللہ اور اُس کے رسول سے لڑتے۔ (کنز الایمان)

﴿قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ﴾ (۱۵۱)

ترجمہ: تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ہیں۔ (کنز الایمان)

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ (۱۵۲)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرے۔ (کنز الایمان)

﴿فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ﴾ (۱۵۳)

ترجمہ: تو اُس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور رسول کا ہے۔ (کنز الایمان)

﴿وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ (۱۵۴)

ترجمہ: اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ (کنز الایمان)

﴿وَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ﴾ (۱۵۵)

ترجمہ: اور جب اللہ و رسول کی طرف بلائے جائیں۔ (کنز الایمان)

﴿اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ (۱۵۶)

۱۴۷۔ سورۃ التوبۃ:۹/۹۴ ۔ ۱۴۸۔ سورۃ التوبۃ:۹/۷۴
۱۴۹۔ سورۃ التوبۃ:۹/۹۰ ۔ ۱۵۰۔ سورۃ المائدۃ:۵/۳۳
۱۵۱۔ سورۃ الانفال:۸/۱ ۔ ۱۵۲۔ سورۃ الانفال:۸/۱۳
۱۵۳۔ سورۃ الانفال:۸/۴۱ ۔ ۱۵۴۔ سورۃ المائدۃ:۵/۹۱
۱۵۵۔ سورۃ النور:۲۴/۵۱ ۔ ۱۵۶۔ سورۃ النور:۲۴/۵۰

ترجمہ:(یا یہ کہ ڈرتے ہیں کہ)اللہ ورسول اُن پر ظلم کریں گے۔(کنزالایمان)

﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ﴾ (۱۵۷)

ترجمہ:وہ جواللہ اوراس کے رسول پر یقین لائے۔(کنزالایمان)

﴿وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ (۱۵۸)

ترجمہ:اور سچ فرمایا اللہ اوراُس کے رسول نے۔(کنزالایمان)

﴿اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا﴾ (۱۵۹)

ترجمہ:ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اوراس کے رسول کا حکم مانا ہوتا۔(کنزالایمان)

بکثرت آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ اپنے محبوب کا ذکر فرمایا۔یہاں پر اُن میں سے چند کا ذکر کیا گیا۔

اوراللہ تعالیٰ نے رسول للہ ﷺ کو تقریباً اپنے تیس(۳۰)ناموں سے مخصوص فرمایا وہ اسماء حسب ذیل ہیں:

اَلْأَکْرَمُ، اَلْأَمِیْنُ، اَلْأَوَّلُ، اَلْآخِرُ، الْبَشِیْرُ، الْجَبَّارُ، الْحَقُّ، الْخَبِیْرُ، ذُو الْقُوَّةِ، الرَّؤُفُ، الرَّحِیْمُ، الشَّهِیْدُ، الشَّکُوْرُ، الصَّادِقُ، الْعَظِیْمُ، الْعَفُوُّ، الْعَالِمُ، الْعَزِیْزُ، الْفَاتِحُ، الْکَرِیْمُ، الْمُبِیْنُ، الْمُهَیْمِنُ، الْمُقَدَّسُ، الْمَوْلٰی، اَلْوَلِیُّ، النُّوْرُ، الْهَادِیُ، طٰهٰ اور یٰسٓ (۱٦۰)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَشَقَّ لَهٗ مِنِ اسْمِهٖ لِیُجِلَّهٗ   فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَهٰذَا مُحَمَّدٌ (۱٦۱)

یعنی،اللہ عزوجل نے اپنے نام سے آپ ﷺ کا نام نکالا،تا کہ آپ

۱۵۷۔ سورۃ النور:۲٤/٦۲   ۱۵۸۔ سورۃ الأحزاب:۳۳/۲۲

۱۵۹۔ سورۃ الأحزاب:۳۳/٦٦

۱٦۰۔ قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے جو تفصیل ذکر کی اُن میں سے مذکورہ بالا اسماء لئے گئے ہیں،دیکھئے:
الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الثالث، فصل فی تشریف الله تعالیٰ بما سمّاه به من أسمائه الحُسنی الخ، ص ۱۵٤، ۱۵۵، ۱۵٦، ۱۵۷

۱٦۱۔ دیوان حسّان بن ثابت الأنصاری، قافیة الدّال، ص ۱۳۱

ﷺ کی عزت ہو پس صاحب عرش (اللہ تعالیٰ) محمود ہے اور آپ محمد ﷺ ہیں۔(۱٦۲)

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پس اِن تیس(۳۰)ناموں کے سوا اور بھی بہت سے اسماء قرآن کریم میں ملتے ہیں،اوروہ یہ ہیں:

الْأَحْمَدُ، الْأَصْدَقُ، الْأَحْسَنُ، الْأَجْوَدُ، الْأَعْلٰی، الْآمِرُ، النَّاهِی، الْبَاطِنُ، الْبَرُّ، الْبُرْهَانُ، الْحَاشِرُ، الْحَافِظُ، الْحَفِیْظُ، الْحَسِیْبُ، الْحَکِیْمُ، الْحَلِیْمُ، الْحَیُّ، الْخَلِیْفَةُ، الدَّاعِیُ، الرَّافِعُ، الْوَاضِعُ، رَفِیْعُ الدَّرَجَاتِ، السَّلَامُ، السَّیِّدُ، الشَّاکِرُ، الصَّابِرُ، الصَّاحِبُ الطَّیِّبُ، الطَّاهِرُ، الْعَدْلُ، الْعَلِیُّ، الْغَالِبُ، الْغَفُوْرُ، الْغَنِیُّ، الْقَائِمُ، الْقَرِیْبُ، الْمَاجِدُ، الْمُعْطِی، النَّاسِخُ النَّاظِرُ، الْوَفِیُّ، حٰمٓ اور نٓون (علیہ السلام)(۱٦۳)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وَضَمَّ الْإِلٰهُ اسْمَ النَّبِیِّ إِلٰی اسْمِهٖ   إِذَا قَالَ فِی الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ أَشْهَدُ (۱٦٤)

یعنی،اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام اپنے نام کے ساتھ ملایا،جب مؤذن پانچویں وقت"أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ"کہتا ہے تو اُس کے ساتھ"أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ"کا بھی اظہار کرتا ہے۔(۱٦۵)

اللہ تعالیٰ کو اپنے پیارے محبوب ﷺ سے کتنا پیار ہے،اپنے ذکر کے ساتھ محبوب کا ذکر شامل فرما کر آپ کی شان کو بلند فرمایا،چنانچہ ایک عاشق صادق جسے دنیا امام اہلسنّت کے نام سے جانتی ہے فرماتے ہیں:

۱٦۲۔ الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الثالث، فصل فی تشریف الله تعالیٰ بما سمّاه به الخ ص ۱۵٤

۱٦۳۔ الخصائص الکبری، باب اختصاصه ﷺ بما سمّی به من أسماء الله تعالی، ۱/۷۸

۱٦٤۔ دیوان حسّان بن ثابت الأنصاری، قافیة الدّال، ص ۱۳۱

۱٦۵۔ الخصائص الکبری، باب اختصاصه ﷺ باشتقاق اسمه الشریف المشهور من اسم الله تعالیٰ، ۱/۷۸

وہی نورِ حق وہی ظلِ ربّ ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں اُن کی ملک میں آسمان کہ زمین نہیں کہ زماں نہیں

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

کھلے کیا رازِ محبوب و محبّ مستانِ غفلت پر
شرابِ قَدْ رَأَى الْحَقَّ جامِ مَنْ رَآنِي ہے (حدائقِ بخشش)

٣٦_ ﴿وَ الضُّحٰیO وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰیO مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰیO﴾ (١٦٦)

ترجمہ: چاشت کی قسم، اور رات کی جب پردہ ڈالے کہ تمہارے خُدا نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا۔

شانِ نُزول: ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ چند روز وحی نہ آئی تو کفّار نے بطریقِ طعن کہا کہ محمد (ﷺ) کو اُن کے ربّ نے چھوڑ دیا اور مکروہ جانا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔(١٦٧)

دوسری روایت جو شیخین سے ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ علالتِ طبع کے باعث دو تین روز سحری کے وقت بیدار ہو کر مصروفِ عبادت نہ ہوئے، تو ابو لہب کی بیوی اُمِّ جمیل جس کا مکان حضور ﷺ کے پڑوس میں تھا وہ آئی اور کہنے لگی:

يَا مُحَمَّدُ، إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ شَيْطَانُكَ قَدْ تَرَكَكَ لَمْ أَرَهُ قَرِبَكَ مُنْذُ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ

یعنی، میں دیکھتی ہوں کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے، دو تین رات سے میں نے اُسے تمہارے پاس آتے ہوئے نہیں دیکھا۔

اللہ تعالیٰ نے اِس گستاخی کے جواب میں یہ سورۂ پاک نازل ہوئی۔(١٦٨)

١٦٦_ الضحیٰ: ٩٣/١ تا ٣

١٦٧_ صحیح مسلم، کتاب الجهاد و السیر، باب ما لقی النبیّ ﷺ من أذی المشرکین و المنافقین، برقم: ٤٦٧٩/١١٤_(١٧٩٧)، ص٨٨٨

١٦٨_ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰی﴾ برقم: ٤٩٥٠، ٤٩٥١، ٣٢٩/٣، و کتاب فضائل القرآن، باب کیف نزول الوحی الخ برقم: ٤٩٨٣، ٣٤٢/٣
أیضاً صحیح مسلم، کتاب الجهاد و السیر، باب ما لقی النبیّ ﷺ من أذی المشرکین و المنافقین، برقم: ٤٦٨٠/١١٥_(١٧٩٧)، ص٨٨٩

چاشت کے متعلق مُفسّرین کے کئی اقوال منقول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ یہی وہ سعید وقت ہے جس وقت اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السّلام سے کلام فرمایا، جس میں جادوگر عظمتِ رسالت دیکھ کر سجدہ ریز ہوئے۔ بعض علماء نے کہا کہ مراد ہے رُوئے محبوب (ﷺ) کی قسم ہے اور شب کنایہ ہے کہ آپ کے گیسوئے عنبریں سے۔(١٦٩)

شاہ عبد العزیز مُحدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "تفسیر" میں فرماتے ہیں: بعض مُفسّرین نے کہا کہ "ضُحیٰ" سے مراد حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کا دن اور "لیل" سے شبِ معراج ہے، "ضُحیٰ" سے مراد حضور ﷺ کا رُخِ انور ہے، اور "لیل" سے زلفِ عنبریں اور بعض نے فرمایا "ضُحیٰ" سے مراد نورِ علم ہے جو آنجناب کو دیا گیا تھا، جس کے سبب سے عالمِ غیب کے مخفی اسرار بے نقاب اور منکشف ہوئے اور "لیل" سے مراد حضور کا عفو و درگزر کا خُلق ہے جس نے اُمّت کے عیبوں کو ڈھانپ لیا ہے، بعض علماء کا ارشاد ہے کہ "ضُحیٰ" سے مراد حضور ﷺ کے ظاہری احوال ہیں، جن سے مخلوق آگاہ ہے، اور رات سے مراد حضور ﷺ کے احوالِ باطن ہیں جن کو علّامِ الغیوب کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔(١٧٠)

[illegible] خوب فرماتے ہیں:

ہے کلامِ الٰہی میں شمس و ضُحیٰ تیرے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسمِ شبِ تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم
(حدائقِ بخشش)

رَوشن دن اور پُرسکون تاریک رات کی قسم بیان کر کے کُفّار کے اعتراضات اور مطاعن کی تردید فرمائی اور ساتھ ہی اپنے حبیب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی دلجوئی کر دی، کہ اے محبوب! آپ کے پروردگار نے نہ تو آپ کو چھوڑا ہے اور نہ وہ آپ سے ناراض ہے، بلکہ نُزولِ وحی کی اِس تاخیر میں بھی اُس کی حکمت تھی، اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی عظمت کا ایک واقعہ "تاج المذکرین" اور "ثمار القراولیس" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی

١٦٩_ روح البیان، سورة (٩٣) الضحیٰ، الآیة:١، ٥٤٢/١٠
أیضاً خزائن العرفان، سورة (٩٣) الضحیٰ، ص٧٠٨

١٧٠_ تفسیر عزیزی، پارہ عمّ، سورة الضحیٰ، ص٢١٩

زبانی درج ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی اے محمد! جس دن اللہ تعالیٰ نے مجھے خلعتِ عطا فرمایا تو مجھے اٹھارہ ہزار سال عرش مجید کے نیچے ساکن ہونے کا حکم دیا، پھر مجھے پوچھا: "مَنْ خَلَقَكَ؟" (جبرئیل تمہیں کس نے پیدا کیا ہے؟) میں نے کہا اے پروردگار! "اَنْتَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمَعْبُوْدُ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَ اَنَا الْعَبْدُ الذَّلِيْلُ الْخَاضِعُ الْمُنْقَادُ" بعدازاں پھر مجھے اٹھارہ سال کوئی خطاب نہ کیا، پھر خطاب فرمایا "مَنْ خَلَقَكَ وَ مَنْ اَنَا" جبریل تمہیں کس نے پیدا کیا؟ اور میں کون ہوں؟، میں نے کہا اے پروردگار! "اَنْتَ خَالِقِيْ وَ رَزَّاقِيْ وَ مُحْيِيْ وَ مُمِيْتِيْ وَ وَارِثِيْ وَ اَنَا الْعَبْدُ الضَّعِيْفُ الْمِسْكِيْنُ وَ الْمُسْتَكِيْنُ" پھر اٹھارہ ہزار سال مجھے خطاب سے نہ نوازا گیا پھر مجھے خطاب ہوا مجھے پوچھا گیا، میں کون ہوں؟ اور تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا، "اَنْتَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ وَ اَنَا الْعَبْدُ الْعَاجِزُ الْخَاضِعُ الْخَاشِعُ" پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تم نے صحیح کہا، میں نے جرأت کرتے ہوئے عرض کی اے اللہ! مجھے پیدا کرنے سے پہلے تو نے کوئی اور مخلوق پیدا فرمائی ہے، حکم ہوا سامنے دیکھو، میں نے اُس نُور کے دائیں بائیں، شمال جنوب میں نُور کے اردگرد چار ہالے دیکھے، میں نے عرض کی یا اللہ! یہ نُور کون ہے؟ اِس کی ضیاؤں سے میری آنکھیں چندھیائے جا رہی ہیں۔

فرمایا یہ نُور اُس کا ہے جس کی خاطر میں نے تجھے پیدا کیا، تمام [illegible] اور تمام مخلوقات کو صرف اُسی کی برکت سے پیدا کروں گا، اور اُس کے وجودِ گرامی کو ان [illegible] بنا دیا ہے، عرش، کرسی، لوح، قلم، جنت و دوزخ اس ہستی کے طفیل عالم وجود میں آئے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا اللہ! یہ چار نُور کے ہالے کون ہیں؟ فرمایا، آپ کے دائیں طرف آپ کے وزیر ابوبکر صدیق، بائیں طرف آپ کے وزیر عمر بن خطاب ہیں، آپ کے آگے آپ کے حبیب عثمان بن عفان اور آپ کے پیچھے آپ کے چچا زاد بھائی حضرت علی المرتضیٰ ہیں۔ "ثمار القراولیس" میں پیچھے کی طرف حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو بیان کیا اور سامنے کی طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو، فرمایا کہ میں نے عرض کیا، اے اللہ! چار افراد کتنے برگزیدہ ہیں، یہ میرے دوست ہوں گے، جو اِن کو دوست رکھے گا میں اُسے دوست رکھوں گا، جو اِن

سے دشمنی رکھے گا میں اُس سے دشمنی رکھوں گا، اِن کے دوستوں کو بہشت میں اپنی رضا دوں گا اور اِن کے دشمنوں کو دوزخ کی آگ میں مبتلا کروں گا۔ (۱۷۱)

جواپنے سینہ میں یہ چار باغ لے کے چلے جناں بنے گی محبان چار یار کی قبر

(حدائق بخشش)

یہ ہے وہ پیارا محبوب ﷺ جس کو ربّ نے اپنا محبوب بنایا اُن کی بارگاہ میں جب بھی کسی نے گستاخی کی، اللہ تعالیٰ نے اُس کا جواب عطا فرما کر اُن کو ذلیل و خوار فرمایا اور اپنے حبیب ﷺ کی دلجوئی فرما کر شان کو دوبالا فرمایا، اُن کا چرچا اپنی مخلوق کی زبان پر جاری و ساری فرمایا۔ سبحان اللہ

اُن کے ہر نام و نسبت پہ نامی درود اُن کے ہر وقت و حالت پہ لاکھوں سلام
اُن کے مولیٰ کے ان پر کروڑوں درود اُن کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

۳۷۔ ﴿وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰىؕ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰىؕ﴾ (۱۷۲)

ترجمہ: اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے، اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا ربّ تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (کنز الایمان)

فرمایا بلکہ آپ پر آپ کے ربّ کے لطف و کرم اور انعام و احسان کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا، ہر آنے والی ساعت گزری ہو ساعت سے ہر آنے والی گھڑی گزری ہوئی گھڑیوں سے ہر آنے والی حالت گزشتہ حالات سے اعلیٰ سے اعلیٰ تر، بہتر سے بہتر تر اور ارفع سے ارفع تر ہو گی، اِس ایک جملہ میں کفار کے طعن و تشنیع کا سدِ باب بھی ہو گیا، اور اسلام کے درخشاں مستقبل کے بارے میں خوشخبری بھی سُنا دی۔

دعوتِ اسلام کے ابتدائی دَور کو ذرا تصوّر میں لائیے، ابھی گنتی کے چند افراد نے دینِ حق کو قبول فرمایا تھا، باقی تمام اہلِ مکہ بھی اسلام اور اہلِ اسلام کے خون کے پیاسے تھے، انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ اسلام کا چراغ بُجھا کر رہیں گے، توحید کا یہ گلشن جو مصطفیٰ ﷺ

۱۷۱۔ اسے علامہ اویسی نے "مدارج النبوۃ" کے حوالے سے اپنی کتاب "شہد سے میٹھا نام محمد ﷺ"، ص ۹۰، ۹۱، ۹۲ میں ذکر کیا ہے۔

۱۷۲۔ سورۃ الضُّحیٰ: ۹۳/ ۴، ۵

لگا رہے ہیں، اُس کا ایک ایک پودا جڑ سے اکھیڑ کر رکھ دیں گے، اُس وقت یہ کون خیال کر سکتا تھا کہ یہ دین چند سالوں میں اتنی ترقی کر جائے گا کہ عرب کا چپہ چپہ نُور سے جگمگانے لگا، نبی مکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ وہ عزت و سرداری اور شانِ محبوبی عطا فرمائے گا کہ آج جو خون کے پیاسے ہیں کل اشارہ پر اپنی جانیں قربان کر دیں گے، اور حضور ﷺ کے وضو کا پانی نیچے نہیں گرنے دیں گے اُس کو چہروں اور سینوں پر ملیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: حضور کی اُمت جو بعد میں فتوحات حاصل کرے گی وہ سب کی سب اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دکھائیں، جسے دیکھ کر حضور بہت خوش ہوئے، اُسی وقت جبرئیل یہ آیت لے کر نازل ہوئے:

﴿وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى﴾ (۱۷۳)

ترجمہ: اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔ (کنز الایمان)

یعنی ہماری نوازشات صرف اِن فتوحات ہی میں منحصر نہیں۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اشاعتِ اسلام اور اُس کی ترقی کے لئے ہر وقت فکر مند رہا کرتے تھے، دینِ حق کی سربلندی کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تمام توجہات اور کوششیں مرکوز فرما رکھی تھیں، ہر لمحہ اپنی اُمت کی بخشش و مغفرت کی فکر دامن گیر رہتی تھی، اِن تمام تفکرات اور اضطرابات کو یہ فرما کر دُور کر دیا، کہ آپ کا رب اپنے لطف و کرم کا آپ پر وہ مینہ برسائے گا کہ آپ کا قلبِ اطہر خود مسرور ہو جائے گا۔

علامہ سید آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اِس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا کریمانہ وعدہ ہے، جو اُن تمام عطیات کو شامل ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو دنیا میں سرفراز فرمایا، یعنی کمالِ نفس، اولین و آخرین کے علوم، اسلام کا غلبہ، دین کی سربلندی اُن فتوحات کے باعث جو عہدِ رسالت میں ہوئیں، اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں ہوئیں، یا دوسرے مسلمان بادشاہوں نے حاصل کیں اور اسلام کا دنیا کے مشارق و مغارب میں پھیل جانا، نیز یہ وعدہ اُن عنایات اور عزت افزائیوں کو بھی شامل ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کے لئے آخرت کے لئے محفوظ رکھی ہیں، جن کی حقیقت اور نہایت کو اللہ تعالیٰ کے

۱۷۳۔ سورۃ الضحیٰ: ۹۳/۴

بغیر کوئی اور نہیں جان سکتا۔ (۱۷۴)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے حرب بن شریح کہتے ہیں کہ میں نے امام مذکور سے پوچھا کہ جس شفاعت کا ذکر اہلِ عراق کیا کرتے ہیں کیا یہ حق ہے؟ آپ نے فرمایا: بخدا حق ہے، مجھ سے محمد بن حنفیہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أَشْفَعُ لِأُمَّتِيْ حَتّٰى يُنَادِيَ رَبِّيْ أَرَضِيْتَ يَا مُحَمَّدُ؟ فَأَقُوْلُ: نَعَمْ يَا رَبِّ رَضِيْتُ (۱۷۵)

یعنی، حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اپنی اُمت کے لئے شفاعت کرتا رہوں گا، یہاں تک کہ میرا ربّ مجھے ندا کرے گا اور پوچھے گا اے پیارے! کیا آپ راضی ہو گئے، میں عرض کروں گا ہاں اے میرے پروردگار! میں راضی ہو گیا۔

پھر امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس شخص سے کہا کہ اہلِ عراق تم یہ کہتے ہو کہ سب سے اُمید افزا آیت یہ ہے

﴿قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ﴾ (۱۷۶)

ترجمہ: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔ (کنز الایمان)

لیکن ہم اہلِ بیت یہ کہتے ہیں کہ کتاب الٰہی میں سب سے زیادہ اُمید افزا آیت یہ ہے:

۱۷۴۔ تفسیر روح المعانی، سورة (۹۳) الضحیٰ، الآیة:۵، ۱۰/۵۲۹

۱۷۵۔ اِس حدیث شریف کو امام بزار نے اپنی "مسند" کے الجزء الثامن، مما روی محمد عن علی، (برقم: ۶۳۸، ۲/۲۳۹، ۲۴۰) میں امام طبرانی نے "الأوسط" کے باب الألف، من اسمه أحمد (برقم: ۲۰۶۲، ۱/۵۵۹، ۶۶۰) میں اور حافظ نور الدین ہیثمی نے "کشف الأستار" کے کتاب البعث، باب الشفاعة (برقم: ۳۴۶۶، ۴/۱۷۰، ۱۷۱) میں اور "مجمع البحرین" کے کتاب البعث، باب الشفاعة برقم: ۴۷۹۸، ۴/۲۹۲، ۲۹۳) میں روایت کیا ہے۔

۱۷۶۔ سورة الزمر: ۳۹/۵۳

﴿وَ لَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی﴾ (١٧٧)

ترجمہ: بے شک قریب ہے کہ تمہارا ربّ تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (کنز الایمان)

امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی کہ جس میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے عرض کی:

﴿فَمَنۡ تَبِعَنِیۡ فَاِنَّہٗ مِنِّیۡ﴾ (١٧٨)

ترجمہ: جس نے میری پیروی کی وہ میرے گروہ سے ہے۔

پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی کہ جس میں عیسیٰ علیہ السّلام نے عرض کی:

﴿اِنۡ تُعَذِّبۡہُمۡ فَاِنَّہُمۡ عِبَادُکَ ۚ﴾ (١٧٩)

ترجمہ: اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ میرے بندے ہیں۔ (کنز الایمان)

پھر اپنے دونوں مبارک ہاتھوں کو دعا کے لئے بلند فرمایا، اور عرض کی الٰہی! میری اُمت، میری اُمت، پھر حضور ﷺ زار و قطار رونے لگے، اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا کہ فوراً میرے حبیب کے پاس جاؤ اور انہیں جا کر یہ پیغام پہنچاؤ کہ ہم آپ کو آپ کی اُمت کے معاملے میں راضی کریں گے اور کبھی آپ کو پریشان نہیں کریں گے۔ (١٨٠)

جائے گی خلد میں جنتی ہوئی اُمت ان کی　　کب گوارہ ہوئی اللہ کو رنجش ان کی

(حدائق بخشش)

بیہقی نے ''شعب الایمان'' (١٨١) میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے

١٧٧۔ روح المعاني، سورة (٩٣) الضحى، الآية: ٥، ٥٢٩/٣٠
أيضاً تفسير روح البيان، سورة (٩٣) الضحى، الآية: ٥، ٢٢٩/٣٠/١٠
١٧٨۔ سورة إبراهيم: ٣٦/١٤
١٧٩۔ سورة المائدة: ١١٨/٥
١٨٠۔ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب دعاء النبي ﷺ لأمته وبكائه شفقة عليهم، برقم: ٤١٩/ ٣٤٦_(٢٠٢)، ص ١٢٣
أيضاً تفسير روح المعاني، سورة (٩٣) الضحى، الآية: ٥، ٥٣٠/٣٠/١٠
١٨١۔ الجامع لشعب الإيمان، فضل في حلب النبي ﷺ أمته ورأفته بهم، برقم: ١٣٧٤، ٤٤/٣

قال: رضاهُ أنْ تَدْخلَ أُمَّتُهُ كُلُّهُمُ الجنَّةَ (١٨٢)

یعنی، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا حضور ﷺ کی رضا ہے کہ اُن کی ساری اُمت جنت میں داخل ہو۔ (١٨٣)

خطیب سے روایت ہے:

لَا یَرۡضٰی مُحَمَّدٌ ﷺ وَأَحَدٌ مِنۡ أُمَّتِهٖ فِی النَّارِ (١٨٤)

محمد ﷺ ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک اُن کا ایک اُمتی بھی دوزخ میں ہوگا۔ (١٨٥)

ہم نے مانا کہ گناہوں کی نہیں حد لیکن　　تُو ہے اُن کا حسن تیری ہے جنت تیری

(ذوقِ نعت)

''تفسیر خزائن العرفان'' میں ہے جب یہ آیت نازل ہوئی سیّد عالم ﷺ نے فرمایا کہ جب تک میرا ایک اُمتی بھی دوزخ میں رہے گا میں راضی نہ ہوں گا، آیت کریمہ صاف دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ وہی کرے گا جس میں رسول اللہ ﷺ راضی ہوں گے اور احادیث شفاعت سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی رضا اِسی میں ہے کہ سب گنہگارانِ اُمت بخش دیئے جائیں۔ اسی لئے کسی شاعر نے کہا:

١٨٢۔ تفسیر روح البيان، سورة (٩٣) الضحى، الآية: ٥، ٥٢٩/٣٠/١٠
أيضاً الدر المنثور، سورة (١٣) الضحى، الآية: ٥، ٤٩٨/٨
١٨٣۔ امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سُدی کے طریق سے آیہ مذکور کے تحت روایت کیا کہ قال: مِنْ رضا مُحَمَّدٍ ﷺ ألَّا يَدْخُلَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ النَّارَ (تفسیر ابن جرير، الضحى، الآية: ١_٨، ٦٢٤/١٢_ أيضاً تفسير روح المعاني، سورة الضحى، الآية: ٥، ٥٢٩/٣٠/١٠_ أيضاً الدُّرُّ المنثور، سورة الضحى، الآية: ١_١١، ٤٩٨/٨،
یعنی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حضرت محمد ﷺ کی رضا یہ ہے کہ اُن کے اہل بیت میں سے کوئی ایک (بھی) دوزخ میں داخل نہ ہو۔
١٨٤۔ تفسیر روح المعاني، سورة (٩٣) الضحى، الآية: ٥، ٥٢٩/٣٠/١٠، وقال: وفي رواية الخطيب في "تلخيص المتشابه" من وجه آخر عنه
أيضاً الدُّرُّ المنثور، سورة (٩٣) الضحى، الآية: ١_١١، ٤٩٨/٨
١٨٥۔ تفسير الحسنات، الجزء الثلاثون، سورة الضحى، ١٤٠٦/٧

أَلَمْ يُرْضِكَ الرَّحْمٰنُ فِي سُوْرَةِ الضُّحٰى فَحَاشَاكَ أَنْ تَرْضٰى وَ فِيْنَا مُعَذَّبٌ (۱۸۶)

یعنی، کیا راضی نہیں فرمایا آپ کو رحمٰن نے سورۂ ضحیٰ میں، پس آپ سے ایسا
نہیں ہوسکتا کہ آپ راضی ہوجائیں اور ہم میں کسی کو عذاب دیا جارہا ہو۔

اور جس پروردگار کو راضی کرنے کے لئے تمام مقربین تکلیفیں برداشت کرتے ہیں اور محنتیں اُٹھاتے ہیں وہ کریم اللہ اپنے حبیب مکرم ﷺ کو راضی کرنے کے لئے عطاءِ عام فرماتا ہے۔(۱۸۷)

خُدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۳۸۔ ﴿أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ O وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِيْ أَنْقَضَ ظَهْرَكَ O وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ O﴾ (۱۸۸)

ترجمہ: کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا، جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی، اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا۔(کنزالایمان)

علامہ راغب اصفہانی ''شرح'' کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یعنی گوشت کاٹنے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کو ''الشرح'' کہتے ہیں، اِسی سے شرحِ صدر ماخوذ ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ نورِ الٰہی سے سینہ کا کشادہ ہو جانا، اللہ تعالیٰ کی جانب سے تسکین و طمانیت کا حاصل ہو جانا، اُس کی طرف سے دل میں مسرّت و راحت کا شعور پیدا ہو جانا۔(۱۸۹)

علامہ سید آلوسی نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''الشرح'' اصل میں کشادگی اور فراخی کا مفہوم ادا کرتا ہے کسی اُلجھی ہوئی اور مشکل بات کی توضیح کو بھی ''شرح'' کہتے ہیں، فرماتے ہیں، شرح کے لفظ کا استعمال دِلی مسرّت اور قلبی خوشی کے لئے بھی ہوتا ہے، آخر میں لکھتے ہیں، یعنی شرحِ صدر کا یہ مفہوم بھی لیا جاتا ہے کہ نفس کو قوتِ قُدسیہ اور انوارِ الٰہیہ سے اِس طرح مؤید کرنا کہ وہ معلومات کے قافلوں کے لئے میدان بن جائے، ملکات کے ستاروں کے لئے آسمان بن جائے، اور گوناگوں تجلّیات کے لئے عرش بن جائے، جب کسی

۱۸۶۔ تحقیق روح المعانی، سورة الضُّحٰی، الآیۃ:۵، ۱۰/۳۰/۵۲۹
۱۸۷۔ خزائن العرفان، سورة (۹۳) الضُّحٰی، ص۷۰۸
۱۸۸۔ سورة الإنشراح:۹۴/۱ تا ۴
۱۸۹۔ مفردات ألفاظ القرآن، کتاب الشّین، ص۴۴۹

کی یہ کیفیت ہوتی ہے تو اُس کو ایک حالت دوسری حالت سے مشغول نہیں کرسکتی، اُس کے نزدیک مستقبل، حال اور ماضی سب یکساں ہوجاتے ہیں، پھر فرماتے ہیں کہ اِس مقام پر اللہ تعالیٰ اپنے احسان کا ذکر فرمارہا ہے۔(۱۹۰)

اِس تحقیق کے بعد آیت کی تشریح اِن الفاظ میں فرماتے ہیں کہ آیت کا معنی یہ ہے کہ کیا ہم نے آپ کے سینہ کو کشادہ نہیں کردیا کہ غیب کے دونوں جہان اس میں سماگئے، استفادہ اور افادہ کی دونوں مملکتیں جمع ہوگئی ہیں، علائق جسمانیہ کے ساتھ آپ کی وابستگی ملکاتِ روحانیہ کے حصول میں رُکاوٹ نہیں، خلق کی بہبود کے ساتھ آپ کا تعلق معرفتِ الٰہی میں استغراق سے رُکاوٹ نہیں۔(۱۹۱)

علامہ ثناء اللہ پانی پتی حنفی نقشبندی نے بھی ''تفسیر مظہری'' میں اس طرح کی تفسیر بیان کی ہے۔(۱۹۲)

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے ''قصیدہ بُردہ'' میں یوں بیان فرمایا:

فَإِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَ ضَرَّتَهَا وَ مِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَ الْقَلَمِ (۱۹۳)

یعنی، دنیا و آخرت دونوں آپ کے جود وکرم کے مظہر ہیں اور لوح وقلم آپ کے علوم کا حصہ ہے۔

مُلّا علی قاری حنفی آخری مصرعہ کی شرح میں لکھتے ہیں:

عِلْمُهُمَا أَنْ يَكُوْنَ سَطْراً مِنْ سُطُوْرِ عِلْمِهٖ وَ نَهْراً مِنْ بُحُوْرِ عِلْمِهٖ (۱۹۴)

یعنی، لوح وقلم کا علم آپ کے علم کے دفتر کی ایک سطر ہے اور آپ کے علم کے سمندروں کی ایک نہر ہے۔

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی ساری ظاہری زندگی اس آیت کریمہ کی آئینہ دار ہے

۱۹۰۔ تفسیر روح المعانی، سورة (۹۴) الإنشراح الآیۃ ۱۔۴، ۱۰/۳۰/۵۳۷، ۵۳۸
۱۹۱۔ تفسیر روح المعانی، سورة (۹۴) الانشراح الآیۃ۱۔۴، ۱۰/۳۰/۵۳۸
۱۹۲۔ تفسیر المظهری، سورة الإنشراح ۱۰/۲۶۷
۱۹۳۔ قصیلة البُردة، برقم:۱۵۵، ص۶۸
۱۹۴۔ الزُّبدة العُمدة فی شرح البُردة، ص۱۵۵

سرورِ کائنات ﷺ نے جس بلند حوصلگی اور اُولُو العزمی سے فرائضِ نبوّت کو ادا کیا ہے، جس صبر و شکر کے ساتھ اس راہ میں آنے والی مشکلات اور مصائب کو برداشت کیا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شرحِ صدر کے بغیر نہ تھا، پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انسانی زندگی کے ہر پہلو کو اپنے علم کے نور سے منوّر فرمایا، اس کو بھی شرحِ صدر کی برکت کے سوا اور کیا نام دیا جا سکتا ہے۔

اِس آیت کریمہ پر غور کرنے سے کلیم اللہ علیہ السّلام اور حبیب اللہ علیہ السّلام کے درمیان فرق بھی واضح ہو جاتا ہے کہ دونوں کو شرحِ صدر بخشا گیا لیکن کلیم اللہ علیہ السّلام کو مانگنے پر اور حبیب اللہ علیہ السّلام کو بن مانگے پھر دونوں کے شرحِ صدر میں بھی زمین و آسمان کا فرق ہے۔

''نزہۃ المجالس'' میں ہے:

قَالَ النَّسفی: قَالَ موسیٰ علیه السّلام: یا ربِّ أنا کلیمُكَ و محمدٌ حبیبُكَ فما الفرقُ بین الکلیمِ و الحبیبِ فقال: الکلیمُ یعمَلُ برَضاءِ مولَاہُ، و الحبیبُ یَعمَلُ مَولَاہُ برَضائِه، و الکلیمُ یحبُّ اللهَ و الحبیبُ یُحبُّه اللّٰه، و الکلیمُ یأْتی إلی طُور سیناءَ ثُمّ یُناجِی و الحبیبُ ینامُ علی فراشه فیأتی به جبریلُ إلی مکانی فی طرفة عین لم یَبلغْه أحدٌ من المخلوقین (۱۹۵)

امام نسفی علیہ الرحمہ نے فرمایا، موسیٰ علیہ السّلام نے رب سے پوچھا کہ مولیٰ! میں تیرا کلیم ہوں اور محمد (ﷺ) تیرے حبیب، یہ تو کہ کلیم اور حبیب میں کیا فرق ہے؟ خُدا نے فرمایا، کلیم وہ ہے جو اپنے مولیٰ کی رضا سے کام کرے اور حبیب وہ ہے جس کی رضا سے مولیٰ کام کرے، کلیم وہ ہے جو اللہ سے محبت رکھے، حبیب وہ ہے جس سے اللہ محبت رکھے، کلیم وہ ہے جو خود طورِ سیناء پر آ کر التجا کرے اور حبیب وہ ہے جو اپنے بستر پر آرام فرما ہو اور جبریل (بحکمِ خُدا) حاضر ہو کر اُسے ایک پل میں وہاں لے جائے جہاں مخلوقات سے کوئی نہ پہنچا ہو۔

۱۹۵۔ نُزھةُ المجالس، باب ذکر مناقب سیّد الأوّلین و الآخرین الخ، ۳۸۹/۲

نبی سرورِ ہر رسول و ولی ہے ۔۔۔ نبی رازدارِ مَعَ اللّٰہِ لِی ہے

(حدائقِ بخشش)

''اَنقَضَ'' کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن منظور لکھتے ہیں: اَنقَضَ، اَثقَلَ ظَهرَہٗ ایسا بوجھ جو پیٹھ کو بوجھل کر دے (۱۹۶) صاحب قاموس نے ''انقض'' کا ایک اور معنی تحریر کیا ہے، یعنی کسی چیز کا لاغر اور دُبلا ہونا۔ (۱۹۷) ''تاج العروس'' میں یوں ہے یعنی اس بوجھ نے آپ کی پیٹھ کو دُبلا اور لاغر کر دیا، پیہم سفر اور متواتر کام کرنے سے گوشت دُبلا ہو جاتا ہے۔ (۱۹۸)

حضرت شاہ ولی اللہ محدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس کا ترجمہ اِس طرح کیا ہے، کہ ''وہ بوجھ جس نے آپ کی پُشت کو بوجھل بنا دیا تھا''۔ (۱۹۹)

لُغتِ عرب میں جب اونٹ کی پُشت پر زیادہ بوجھ لادا جائے تو اُس کی پسلیوں سے ایک قسم کی کڑکڑ کی آواز نکلتی ہے، اُسے بھی ''انقض'' کے لفظ سے تعبیر کرتے ہے، علماءِ تفسیر نے متعدد اقوال لکھے ہیں لیکن اُن سے دو اقوال یہاں ذکر کئے جاتے ہیں۔

(۱)...... اپنی قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھ کر خاطرِ عاطر کو بہت تکلیف ہوتی ہے اُن کا بے جا بتوں کو پوجنا، فسق و فجور میں غرق رہنا، قمار بازی اور شراب نوشی میں اپنی صحت و دولت دونوں کو برباد کرنا، غریبوں مسکینوں پر ظلم ڈھانا، اُن کے حقوق غصب کرنا، باہمی جنگ و جدال اور قتل و غارت اُن کی اخلاقی پستی، اُن کی معاشی بدحالی، اُن کی سیاسی بدحالی اور اُن کی سیاسی ابتری، اِن تمام چیزوں کو دیکھ کر حضور ﷺ کو بہت دُکھ ہوتا، اور اِس صورت حال کو یکسر بدل ڈالنے کے لئے ہر وقت مضطرب رہتے، اللہ تعالیٰ نے منصبِ نبوّت پر فائز کیا، اور قرآن کریم جیسا صحیفۂ رشد و ہدایت عطا فرمایا، دینِ اسلام جیسا جامع اور مکمل نظامِ حیات مرحمت فرمایا، جس سے یہ بوجھ اُتر گیا، منزل کا تعین بھی ہو گیا، اور اُس منزل کی طرف لے جانے والا راستہ بھی نورِ نبوّت سے روشن ہو گیا۔

۱۹۶۔ لسان العرب، حرف الضّاد المعجمه، فصل النّون، ۲۴۴/۷

۱۹۷۔ القاموس المحیط، باب الضّاد، فصل النّون، ۸۸۷/۱

۱۹۸۔ تاج العروس، باب الضّاد المعجمة، فصل النّون مع الضّاد، ۵۰/۱۹/۳

۱۹۹۔ ترجمه فارسی شاه ولی الله سورة الإنشراح ص ۷۲۳

(۲)......یا اِس بوجھ سے بارِ نبوّت و رسالت مراد ہے، ایسے لوگ صدہا سال سے معبودانِ باطل کی پوجا میں مشغول تھے، جن کی کئی پشتیں اَخلاقی آوارگی کی نذر ہو چکی تھیں، ظلم و ستم، لوٹ و مار، جن کے نزدیک فخر و مباہات کا سبب تھا، اُن کو اِن پستیوں سے نکال کر توحید، اَخلاقِ حَسنہ، نظم و ضبط کی بلندیوں پر لے جانا بڑا جان جوکھوں کا کام تھا، اِس راستہ میں مشکلات کے فلک بوس پہاڑ سینہ تانے کھڑے تھے، اور ناکامیوں کی گہری غاریں منہ کھولے ہوئے نگل جانے کے لئے بے تاب تھیں، اِس عظیم فرض کی ادائیگی کا احساس دل کو ہر وقت بے چین رکھتا، اور پھر اُن کا تعصب و عناد، اور باطل سے چمٹے رہنے پر اُن کا احمقانہ اصرار اِس بے چینی میں مزید اضافہ کرتا، اللہ تعالیٰ نے شرحِ صدر کی دولت سے مالا مال فرما کر آپ اِس بوجھ کو ہلکا کر دیا، طبیعت میں قلق و اضطراب کی جگہ، صبر و عزیمت نے لے لی، اپنی قوم کی بے اعتنائی اور دل آزاریوں پر دل گرفتہ ہونے کے بجائے ہمت و حوصلہ پیدا ہو گیا۔

شاہ عبدالعزیز مُحدِّث دہلوی نے اِس کی تشریح اِن الفاظ میں فرمائی، آپ کی ہمت عالی اور پیدائشی استعداد جن کمالات و مقامات پر پہنچنے کا تقاضا کرتی ہے قلب مبارک کو جسمانی ترکیب یا نفسانی تشویشات کی وجہ سے اُن پر فائز ہونا دُشوار معلوم ہوتا تھا، اللہ تعالیٰ نے جب سینہ کھول دیا اور حوصلہ کُشادہ کر دیا، وہ دُشواریاں جاتی رہیں، اور سب بوجھ ہلکا ہو گیا۔(۲۰۰)

جہاں ذکرِ خُدا وہاں ذکرِ مصطفیٰ ﷺ

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی رفعت کا ذکر یوں بیان فرمایا:

﴿وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ O﴾ (۲۰۱)

ترجمہ: اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (کنزُ الایمان)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ: إِنَّ رَبِّيْ وَ رَبَّكَ يَقُوْلُ تَدْرِيْ كَيْفَ رَفَعْتُ ذِكْرَكَ؟ اَللّٰهُ أَعْلَمُ، قَالَ: إِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِيَ (۲۰۲)

۲۰۰_ تفسیر عزیزی، پارہ: ۲۹، سورۃ الم نشرح ص ۲۳۴

۲۰۱_ سورۃ الإنشراح: ۹۴/۴

۲۰۲_ مُسند أبي يعلى، مُسند أبي سعيد الخدري، برقم: ۱۳۸۱، ص ۳۰۴_
أيضاً مجمع الزوائد، كتاب علامات النبوّة، باب عظم قدر ﷺ، برقم: ۱۳۹۲۲، ۳۲۴/۸

یعنی، میرے پاس جبریل امین آئے اور عرض کی کہ میرا اور آپ کا ربّ فرماتا ہے کہ آپ کا ذکر کیسے بلند کیا گیا، میں نے کہا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، جبریل امین نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے تو میرے ساتھ آپ کا ذکر کیا جائے۔(۲۰۳)

حضور سیدی اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

رفعتِ ذکر ہے تیرا حصہ دونوں عالم میں ہے تیرا چرچا
مرغِ فردوس پس از حمدِ خُدا تیری ہی مدح و ثناء کرتے ہیں
(حدائقِ بخشش)

حدیث قُدسی ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

جَعَلْتُ تَمَامَ الْإِيْمَانِ بِذِكْرِكَ مَعِيَ، و قال أيضاً جَعَلْتُكَ ذِكْراً مِنْ ذِكْرِيْ مَنْ ذَكَرَكَ ذَكَرَنِيْ (۲۰۴)

یعنی میں نے ایمان کا مکمل ہونا اس بات پر موقوف کر دیا ہے کہ (اے

أيضاً الشفا بتعريف حقوق المصطفىٰ، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص ۲۴

۲۰۳_ قاضی عیاض نے "الشفاء" میں اور امام جلال الدین سیوطی نے "در منثور" میں زیر آیت ﴿أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ کے تحت لکھا ہے کہ أخرج ابن جرير، و ابن المنذر، و ابن أبي حاتم، و أبو الشيخ عن مجاهد ﴿أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ (الرّعد: ۲۸) قال: بمحمد ﷺ و أصحابه و اللفظ للسيوطي (الشفاء بتعريف حقوق المصطفى ﷺ، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص ۲۶_ الدُّر المنثور، سورة الرّعد، الآية: ۲۸_ ۲۹، ۵۶۹/۴) یعنی، مجاہد فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ "آگاہ رہو اللہ کے ذکر سے دل مطمئن ہوتے ہیں مُراد اِس سے (حضرت) محمد ﷺ کا ذکر اور صحابہ کا ذکر ہے" کیا ہی خوب لکھا ہے مولانا مولوی محمد انوار اللہ صاحب حیدر آبادی نے اپنی کتاب "انوارِ احمدی" میں

پھر ہو ذکرِ سرورِ عالَم کا کیسا مرتبہ جس کا ذکرِ پاک ہے گویا کہ ذکرِ کبریاء
رفعِ ذکرِ پاک ثابت ہے کلام اللہ سے مطمئن ہوتے ہیں دل ذکرِ شہِ لولاہ سے

(الذِّکر المحمود، حضور ﷺ کا ذکر خُدا کا ذکر ہے، ص ۱۲)

۲۰۴_ الشّفاء بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأوّل، الباب الأوّل في ثناء الله تعالىٰ عليه الخ المفصل الأوّل فيما جاء من ذلك الخ، ص ۲۴

محبوب) میرے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر بھی ہو اور میں نے آپ کے ذکر کو اپنا ذکر ٹھہرا دیا ہے، پس جس نے آپ کا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

عالم ربّانی غوث صمدانی پیر دستگیر سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ﴾ کی تفسیر یوں بیان فرمائی، فرماتے ہیں:

حیث قرنّا اسمك باسمنا و خلّفناك عنّا و اخترنا لخلافتنا و نیابتنا، لذلك أنزلنا في شأنك:

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (۲۰۵)

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ﴾ (۲۰۶)

إلى غير ذلك من الآيات و أيّ رفع و كرامة أعلىٰ و أعظم من ذلك؟

یعنی، ہم نے آپ کے ذکر کو یوں بلند رکھا ہے کہ آپ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا دیا اور آپ کو اپنا خلیفہ (اعظم) بنا دیا اور اپنی خلافت و نیابت کے لئے منتخب فرما لیا، اسی لئے ہم نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت، آپ کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دیتے ہوئے آپ کی شان میں یہ اور اس طرح کی دیگر آیات نازل فرمائیں:

"جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی"

"بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں در حقیقت وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں"۔

اور اس سے بڑھ کر اور کیا عزت و کرامت اور رفعت کا تصور کیا جا سکتا ہے؟

و بعد ما كرّمناك بأمثال هذه الكرامات العلية، لا تيأس من سعة روحنا و رحمتنا و إعانتنا و إغاثتنا، و لا تحزن على أذى قومك و استهزائهم و تطاول معاداتهم و عنادهم معك (۲۰۷)

یعنی، اے حبیب! جب ہم نے آپ کو اس قسم کی عظیم کرامات سے معزز و

۲۰۵۔ النساء: ۸۰ ۲۰۶۔ الفتح: ۱۰

۲۰۷۔ تفسیر الجیلانی، سورۃ الشرح ۶/ ۳۹۰، ۳۹۱

مشرف فرمایا تو پھر ہماری وسیع تر رحمت اور اعانت سے مایوس نہ ہونا اپنی قوم کی ایذاء رسانی یا استہزاء، دشمنی اور عناد پر غمگین نہ ہونا۔

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ضحاک سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں اِس آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ آپ سے فرماتا ہے کہ اذان، اِقامت، تشہد میں اور جمعہ کے روز منبروں پر اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ، ایام تشریق، یوم عرفہ، رمی جمار کے وقت اور صفا و مروہ پر اور خطبۂ نکاح میں اور زمین کے مشارق و مغارب میں جہاں اور جب کہیں میرا ذکر کیا جاتا ہے تو اُس کے ساتھ اے حبیب! آپ کا ذکر بھی کیا جاتا ہے، اگر کوئی شخص اللہ جلّ ذِکرُہٗ کی عبادت کرے اور جنت، دوزخ اور تمام دینی اُمور کی تصدیق کرے اور اس بات کی شہادت نہ دے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو اُس کی عبادت اُسے کچھ فائدہ نہ دے گی بلکہ وہ کافر ہی رہے گا۔ (۲۰۸)

اور اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا کہ ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا اور آخرت [illegible] آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرما کر اور بلند و بالا درجات سے نواز کر آپ کے ذکر کو بلند [illegible]

اور امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں: علماء کرام نے ذکر کیا کہ ﴿وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ﴾ [illegible] ذکر سے صرف آپ کی نبوت ہی مراد نہیں بلکہ اس کا دائرہ وسیع اور عام ہے کہ آسمانوں زمینوں میں آپ کی شہرت ہے، عرش پر آپ کا نام نامی لکھا ہوا ہے، کلمۂ شہادت اور تشہد میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ کا نام ذکر کیا جاتا ہے، کُتبِ سابقہ میں آپ کا ذکر ہے، تمام آفاق میں آپ کا ذکر پھیلا ہوا ہے، نبوت آپ پر ختم کر دی گئی ہے، خطبوں اور اذانوں میں آپ کا ذکر کیا جاتا رہے گا، کُتب و رسائل کے آغاز و اختتام میں آپ کا تذکرہ ہوتا رہے گا، قرآن کریم میں متعدد مقامات میں آپ کا ذکر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ آتا ہے مثلاً

﴿وَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴾ (۲۱۰)

ترجمہ: اللہ و رسول کا حق زائد تھا کہ اُسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے۔

۲۰۸۔ تفسیر القرطبی، سورۃ الشرح الآیۃ: ۴۔۶، ۱۰/ ۲۰/ ۱۰۶/ ۱۰۷

۲۰۹۔ تفسیر القرطبی، سورۃ الشرح الآیۃ: ۴۔۶، ۱۰/ ۲۰/ ۱۰۶/ ۱۰۷

۲۱۰۔ التوبۃ: ۹/ ۶۲

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ (۲۱۱)

ترجمہ: اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا۔ (کنزالایمان)

﴿وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ (۲۱۲)

ترجمہ: اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ دیگر انبیاء علیہم السلام کو اُن کے ناموں سے ندا فرماتا ہے، مثلاً یَا مُوْسٰی، یَا عِیْسٰی، جب کہ آپ کو نبی اور رسول کے عنوان سے خطاب فرماتا ہے مثلاً یٰۤاَیُّھَا الرَّسُوْلُ، یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبت رکھ دی ہے، آپ کا ذکر انہیں اچھا لگتا ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں ساری کائنات کو آپ کے متبعین اور غلاموں سے بھر دوں گا، وہ آپ کی نعت خوانی اور مدح سرائی کرتے آپ پر درود بھیجتے رہیں گے اور آپ کی سُنتوں کی حفاظت کرتے رہیں گے بلکہ ہر نماز میں فرائض کے ساتھ ساتھ سنتیں بھی ہیں، فرض میں میرے حکم پر اور سنت میں آپ کے حکم پر عمل پیرا ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (۲۱۳)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔ (کنزالایمان)

آپ کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دیا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ﴾ (۲۱۴)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ (کنزالایمان)

سلاطین آپ کی اطاعت کو عار نہیں جانیں گے، قُرّاء آپ کے الفاظِ قراءت کو محفوظ رکھیں گے، مفسرین آپ کی کتاب (یعنی آپ پر نازل ہونے والی کتاب) کی تفسیر کرتے رہیں گے، بلکہ تمام علماء و سلاطین آپ کی بارگاہ میں حاضری دیتے رہیں گے اور آپ کی چوکھٹ پر کھڑے ہو

۲۱۱۔ سورة النساء:٤/١٣ ۲۱۲۔ سورة المائدة:٥/٩١

۲۱۳۔ سورة النساء:٤/٨٠ ۲۱۴۔ سورة الفتح:٤٨/١٠

کر سلام عرض کرتے رہیں گے اور آپ کے روضۂ اقدس کی خاک کو اپنے چہروں پر ملیں گے، اور آپ کی شفاعت کی امیدوار ہوں گے، سو آپ کا شرف تا قیامت باقی رہے گا۔ (۲۱۵)

علامہ آلوسی اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں، اِس سے بڑھ کر رفعِ ذکر کیا ہو سکتا ہے کہ کلمہ شہادت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب کا نام ملا دیا، حضور ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا، ملائکہ کے ساتھ آپ پر درود بھیجا اور مومنوں کو درود پاک پڑھنے کا حکم دیا، اور جب بھی خطاب کیا معزز القاب سے مخاطب فرمایا جیسے یٰۤاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ، یٰۤاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ، یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ، یٰۤاَیُّھَا الرَّسُوْلُ، پہلے آسمانی صحیفوں میں بھی آپ کا ذکرِ خیر فرمایا، تمام انبیاء اور اُن کی اُمتوں سے وعدہ لیا کہ وہ آپ پر ایمان لائیں۔ (۲۱۶)

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی حنفی اپنی "تفسیر" (۲۱۷) میں اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ کے تحت لکھتے ہیں کہ "آپ (ﷺ) کے لئے آپ کا ذکر ہر جگہ بلند کیا، اِسی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر ملکوں میں اِس طرح بلند فرمایا کہ آپ کا نام نامی اسم سامی اپنے مبارک نام کے ساتھ رکھا جہاں بھی جس جگہ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو گا وہاں اللہ تعالیٰ کے حبیب کریم ﷺ کا ذکر بھی ہو گا، پھر وہ خطبہ ہو، اذان ہو، (۲۱۸) نماز میں تشہد ہو،

۲۱۵۔ التفسیر الکبیر، سورة الشرح الآية: ٧، ٨، ١١/٣٢/٢٠٨

۲۱۶۔ تفسیر روح المعانی، سورة (٩٤) الشرح الآية: ٤، ١٠/٣٠/٥٤٣ اور امام قسطلانی نے بھی اسے المواهب اللدنية، (المقصد الرابع، الفصل الثانی، ٢/٢٨٦) میں ذکر کیا ہے۔

۲۱۷۔ تفسیر هاشمی (منظوم) پاره عمّ، سورة الانشراح، ص ٢٤٢

۲۱۸۔ اذان اور رفعِ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ: علامہ محب اللہ نوری لکھتے ہیں رفعتِ ذکرِ مصطفیٰ کی ایک نہایت واضح، خوبصورت اور ناقابلِ تردید حقیقت اذان بھی ہے، شب و روز چوبیس گھنٹوں میں کوئی لمحہ ایسا نہیں کہ دنیا کے کسی گوشے میں اذان نہ ہو رہی ہو۔ کئی سال ہوئے پاک فوج کے ایک ترجمان ماہنامہ "الہلال" میں سیکنڈ لیفٹیننٹ محمد شعیب کا ایک ایمان افروز مضمون شائع ہوا تھا، موضوع کی مناسبت سے ایسے یہاں مِن و عَن درج کیا جا رہا ہے: "دنیا کے نقشے کو دیکھیں، اسلامی ممالک میں انڈونیشیا کرۂ ارض کے مشرق میں واقع ہے یہ ملک بے شمار جزیروں پر مشتمل ہے، جن میں جاوا، ساٹرا، بورنیو اور سیلبز مشہور جزیرے ہیں انڈونیشیا آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا اسلامی ملک ہے۔ ۱۸ کروڑ آبادی کے اِس ملک میں غیر مسلم آبادی کا تناسب آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ طلوعِ سحر سیلبز کے مشرق میں واقع جزائر میں ہوتی ہے، وہاں جس وقت صبح کے ساڑھے پانچ بج رہے ہوتے ہیں، طلوعِ سحر کے ساتھ ہی

کلمۂ طیبہ ہو یا کلمۂ شہادت، اس کے علاوہ قرآن حکیم میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کے مبارک نام کو اپنے مبارک اسم کے ساتھ رکھا جو مندرجہ ذیل نو جگہوں (۲۱۹) پر آیا ہے الخ

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنے بیٹے

انڈونیشیا کے انتہائی مشرقی جزائر میں فجر کی اذان شروع ہوجاتی ہے، اور ہزاروں مؤذّن خدائے بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد رسول ﷺ کی رسالت کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں۔

مشرقی جزائر سے یہ سلسلہ مغربی جزائر کی طرف بڑھتا ہے اور ڈیڑھ گھنٹہ بعد جکارتہ میں مؤذّنوں کی آواز گونجنے لگتی ہے۔ جکارتہ کے بعد یہ سلسلہ سماٹرا میں شروع ہوجاتا ہے اور سماٹرا کے مغربی قصبوں اور دیہات سے پہلے ہی ملایا کی مسجدوں میں اذانیں بلند ہونا شروع ہوجاتی ہیں۔

ملایا کے بعد برما کی باری آتی ہے۔ جکارتہ سے اذانوں کو جو سلسلہ شروع ہوتا ہے وہ ایک گھنٹہ بعد ڈھاکہ پہنچتا ہے۔ بنگلہ دیش میں ابھی اذانوں کا یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا کہ کلکتہ سے سری نگر تک اذانیں گونجنے لگتی ہیں، دوسری طرف یہ سلسلہ کلکتہ سے بمبئی کی طرف بڑھتا ہے اور پورے ہندوستان کی فضا توحید و رسالت کے اعلان سے گونج اٹھتی ہے۔

سری نگر اور سیالکوٹ میں فجر کی اذان کا ایک ہی وقت ہے۔ سیالکوٹ سے کوئٹہ، کراچی اور گوادر تک چالیس منٹ کا فرق ہے۔ اس عرصے میں فجر کی اذان پاکستان میں بلند ہوتی رہتی ہے۔ پاکستان میں یہ سلسلہ ختم ہونے سے پہلے افغانستان اور مسقط میں اذانوں کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔ مسقط سے بغداد تک ایک گھنٹے کا فرق ہے۔ اس عرصے میں اذانیں حجاز مقدس، یمن، عرب امارات، کویت اور عراق میں گونجتی رہتی ہیں۔ بغداد سے اسکندریہ تک پھر ایک گھنٹہ کا فرق [illegible] ترکی میں صدائے توحید و رسالت بلند ہوتی ہے۔ اسکندریہ سے طرابلس تک ایک [illegible] ہے۔ اس عرصے میں شمالی افریقہ میں، لیبیا اور تیونس میں اذانوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ فجر کی اذان جس کا آغاز انڈونیشیا کے مشرقی جزائر سے ہوا تھا، ساڑھے نو گھنٹے کا سفر طے کر کے بحراوقیانوس کے مشرقی [illegible] تک پہنچتی ہے۔ فجر کی اذان بحراوقیانوس تک پہنچنے سے قبل ہی مشرقی انڈونیشیا میں ظہر کی اذان کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے اور ڈھاکہ میں ظہر کی اذانیں شروع ہونے تک مشرقی انڈونیشیا میں عصر کی اذانیں بلند ہونے لگتی ہیں، یہ سلسلہ ڈیڑھ گھنٹہ میں بمشکل جکارتہ پہنچتا ہے کہ انڈونیشیا کے مشرقی جزائر میں نمازِ مغرب کا وقت ہوجاتا ہے۔ مغرب کی اذانیں سیلبز سے بمشکل سماٹرا تک پہنچتی ہیں کہ اتنے میں عشاء کا وقت ہوجاتا ہے، جس وقت مشرقی انڈونیشیا میں عشاء کی اذانوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اس وقت افریقہ میں فجر کی اذانیں گونج رہی ہوتی ہیں۔ کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ کرۂ ارض پر ایک سیکنڈ بھی ایسا نہیں گزرتا جس وقت ہزاروں لاکھوں مؤذن بیک وقت خدائے بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا اعلان نہ کر رہے ہوں۔ انشاء اللہ العزیز یہ سلسلہ قیامت تک اسی طرح جاری رہے گا۔ (رفعتِ شانِ وَ رَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ۔ اذان رفعت شان الخ، ص ۲۱، ۲۲)

۲۱۹۔ اور ان نو مقامات کا بیان آگے حاشیہ میں ذکر کیا جائے گا۔

حضرت شیث علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، اے میرے بیٹے! تم میرے بعد میرے خلیفہ ہو، پس خلافت کو تقویٰ کا تاج اور محکم یقین کے ساتھ پکڑے رہو، اور جب تم اللہ کا ذکر کرو تو اِس کے ساتھ نامِ محمد (ﷺ) کا ذکر کرنا، کیونکہ میں نے اُن کا نام عرش کے ستونوں پر لکھا ہوا دیکھا ہے، جب کہ میں روح اور مٹی کے درمیان تھا، پھر میں نے تمام آسمانوں پر نظر کی تو مجھے کوئی جگہ ایسی نظر نہیں آئی جہاں نامِ محمد (ﷺ) لکھا ہوا نہ ہو، اور میرے ربّ نے مجھے جنت میں رکھا، تو میں نے جنت کے ہر محل اور ہر بالاخانے اور ہر آمدے پر اور تمام حوروں کے سینوں پر اور جنت کے تمام درختوں کے پتوں پر اور شجرِ طوبیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر اور پردوں کے کناروں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان نامِ محمد (ﷺ) لکھا ہوا دیکھا ہے، لہٰذا تو کثرت سے اُن کا ذکر کیا کرو کیونکہ فرشتے ہر وقت اُن کے ذکر میں مشغول ہیں۔ (۲۲۰)

اللہ اکبر ربّ العلا نے ہر شئے پہ لکھا نام محمد ﷺ
نوح و خلیل و موسیٰ و عیسیٰ سب کا ہے آقا نام محمد ﷺ
(حدائق بخشش)

حافظ ابو[illegible] فرماتے ہیں کہ فخرِ دو عالم ﷺ کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ اللہ عزّ وجلّ قرآن کریم میں اپنی اطاعت، معصیت، فرائض، احکام، وعدہ اور وعید وغیرہا کے ذکر کے وقت اپنے نام کے ساتھ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام یا منصب بھی حصلاً ذکر کیا:

﴿اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ﴾ (۲۲۱)

ترجمہ: حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ (کنز الایمان)

﴿وَ یُطِیۡعُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ﴾ (۲۲۲)

ترجمہ: اور اللہ و رسول کا حکم مانیں۔ (کنز الایمان)

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ﴾ (۲۲۳)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرے۔ (کنز الایمان)

﴿وَ مَنۡ یُّشَاقِقِ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ﴾ (۲۲۴)

۲۲۰۔ زرقانی علی المواهب، ۳۱۵/۸ مختصراً و نقل قوله فی الإسماء و المعجزات
۲۲۱۔ سورة النساء: ۵۹/۴
۲۲۲۔ سورة التوبة: ۷۱/۹
۲۲۳۔ سورة الأحزاب: ۵۷/۳۳
۲۲۴۔ سورة الأنفال: ۱۳/۸

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کرے۔ (کنزالایمان)

﴿وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗۤ﴾ (۲۲۵)

ترجمہ: اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے رب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول۔ (کنزالایمان)

﴿وَ مَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ (۲۲۶)

ترجمہ: اور انہیں کیا بُرا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں غنی کر دیا۔

﴿اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ﴾ (۲۲۷)

ترجمہ: جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اُسے نعمت دی۔ (کنزالایمان) (۲۲۸)

اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی حنفی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ قرآن کریم میں نو مقامات ایسے ہیں کہ جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کا نام اپنے مبارک نام کے ساتھ بیان فرمایا ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

(۱) ﴿وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ (۲۲۹)

ترجمہ: اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ (کنزالایمان)

(۲) اُن میں دوسرا مقامِ رضا ہے:

﴿وَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴾ (۲۳۰)

ترجمہ: اللہ و رسول کا حق زائد تھا کہ اُسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے۔ (کنزالایمان)

(۳) مقامِ محبت: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (۲۳۱)

ترجمہ: اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے

۲۲۵۔ سورۃ التوبۃ:۹/۵۹ ۲۲۶۔ سورۃ التوبۃ:۹/۷۴

۲۲۷۔ سورۃ الأحزاب:۳۳/۳۷

۲۲۸۔ امام ابو نعیم اصفہانی نے جن جن مقامات کا ذکر کیا ہے اُن میں سے یہ چند مقامات ہیں تفصیل کے لئے دیکھئے "دلائل النبوۃ"، الفصل الأول، ۱/۴۷

۲۲۹۔ سورۃ المائدۃ:۵/۹۱ ۲۳۰۔ سورۃ التوبۃ:۹/۶۲

۲۳۱۔ سورۃ آل عمران:۳/۳۱

فرمانبردار ہو جاؤ۔ (کنزالایمان)

(۴) مقامِ بیعت: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ﴾ (۲۳۲)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

(۵) مقامِ اجابت: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ﴾ (۲۳۳)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو۔ (کنزالایمان)

(۶) مقامِ عزت: ﴿وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ﴾ (۲۳۴)

ترجمہ: اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول (اور مسلمانوں) ہی کے لئے ہے۔ (کنزالایمان)

(۷) مقامِ ولایت: ﴿اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ (۲۳۵)

ترجمہ: تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول۔ (کنزالایمان)

(۸) مقامِ معصیت: ﴿وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾ (۲۳۶)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی کُل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اُسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے خواری کا عذاب ہے۔ (کنزالایمان)

(۹) مقامِ ایذاء: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾ (۲۳۷)

ترجمہ: بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اُن پر لعنت ہے دنیا و آخرت میں۔ (کنزالایمان)

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کا بیان مکمل ہوا۔ (۲۳۸)

۲۳۲۔ سورۃ الفتح:۴۸/۱۰ ۲۳۳۔ سورۃ الأنفال:۸/۲۴

۲۳۴۔ سورۃ المنافقون:۶۳/۸ ۲۳۵۔ سورۃ المائدۃ:۵/۵۵

۲۳۶۔ سورۃ النساء:۴/۱۴ ۲۳۷۔ سورۃ الأحزاب:۳۳/۵۷

۲۳۸۔ تفسیر ہاشمی (منظوم) پارہ عمّ سورۃ الانشراح، ص۲۴۲، ۲۴۳ و نسخہ دیگر بحالتِ نثر، ص۱۸۱، ۱۸۲

چند آیات کا ذکر کیا ہے آپ کی شان میں کثیر آیات وارد ہیں اور یہ بھی مشاہدہ فرمائیں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے معاملہ کو اپنا معاملہ بتایا:

﴿وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى﴾ (۲۳۹)

ترجمہ: اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی۔ (کنزالایمان)

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ﴾ (۲۴۰)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ (کنزالایمان)

﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ (۲۴۱)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول اُن کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنزالایمان)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ "شفاء شریف" میں فرماتے ہیں کہ مجاہد امام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ (آپ ﷺ کے ذِکر کی رفعت سے) مُراد نبوت (کا اظہار) ہے، بعض کہتے ہیں کہ (مطلب یہ ہے کہ) اے محبوب! جب (بندہ) مجھے یاد کرے گا تو میرے ساتھ تمہیں بھی یاد کرے گا۔ (جس طرح) کلمہ طیبہ میں کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اور بعض اذان و اقامت میں حضور ﷺ کا ذِکر مراد لیتے ہیں۔ (۲۴۲)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اللہ عزوجل کا یہ فرمان حضور ﷺ کے لئے اُس کی بارگاہ میں عزت وعظمت شرافت اور آپ کی بزرگی پر بڑی حجت ہے کیونکہ آپ ﷺ کے قلب مبارک کو ایمان وہدایت کے لئے کھول دیا، علم وحکمت کی صیانت وحفاظت کے لئے وسیع کر دیا،

۲۳۹۔ سورۃ الأنفال:۸/۱۷ ۲۴۰۔ سورۃ الفتح:۴۸/۱۰

۲۴۱۔ سورۃ النساء:۴/۶۴

۲۴۲۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص ۲۴

اور جاہلیت کے بوجھ کو آپ ﷺ سے دُور کر دیا اور جاہلیت کی عادات وخصائل کو جس پر یہ لوگ تھے اُن کا دشمن بنا دیا، آپ ﷺ کے دین کو اُن کے دینوں پر غالب کر دیا اور آپ ﷺ کے رسالت ونبوت کے شدائد کو جو تبلیغ ورسالت کی صورت میں پیش آتے اُن سے آپ کو محفوظ کیا، اور جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا آپ نے اُن سب کو پہنچا دیا، اور آپ کو اعلیٰ مرتبہ عنایت فرمایا، آپ ﷺ کے نام کے ذِکر کو اتنا کیا کہ اپنے نام کے ساتھ آپ ﷺ کا نام ملا دیا۔ (۲۴۳)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے ذِکر کو دنیا وآخرت میں اتنا بلند کیا کہ کوئی خطیب یا کلمۂ شہادت کہنے والا یا نماز پڑھنے والا ایسا نہیں جو "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ" نہ کہے۔ (۲۴۴)

ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایمان کی تکمیل ہی آپ ﷺ کے ذِکر سے ہوتی ہے نیز کہتے ہیں کہ (مطلب یہ ہے کہ) میں نے آپ ﷺ کے ذِکر کو اپنا ذِکر قرار دیا ہے، لہٰذا جس نے آپ ﷺ کا ذِکر کیا اس نے میرا ذِکر کیا۔ (۲۴۵)

حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ:

لَا يَذْكُرُكَ اَحَدٌ بِالرِّسَالَةِ اِلَّا ذَكَرَنِيْ بِالرُّبُوْبِيَّةِ (۲۴۶)

یعنی، جو شخص تمہاری رسالت کا اقرار کرے گا اُس نے میری ربوبیت کا اقرار کیا۔

بعض نے ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ (۲۴۷) سے مقامِ شفاعت بھی مراد لیا ہے،

۲۴۳۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص ۲۲

۲۴۴۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص ۲۴
أیضاً المواهب اللدنیة مع شرحه للزرقانی، المقصد السادس، النوع الأول، فی ذکر آیات تضمن عظم قدره و رفع ذکره الخ، ۸/۳۱۳

۲۴۵۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص ۲۴

۲۴۶۔ الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص ۲۵
أیضاً المواهب اللدنیة مع شرحه للزرقانی، المقصد السادس، النوع الأول فی ذکر آیات تضمن عظم قدره و رفعة ذکره الخ، ۸/۳۱۳

۲۴۷۔ سورۃ الإنشراح:۹۴/۴

اللہ عزّ وجل کے ذکر کے ساتھ حضور ﷺ کے ذکر کے قبیل سے یہ بھی ہے کہ اللہ عزّ وجل کی اطاعت کے ساتھ حضور ﷺ کی اطاعت اور اللہ عزّ وجل کے نام کے ساتھ حضور ﷺ کا نام ملا کر بیان کرنا، چنانچہ اللہ عزّ وجل فرماتا ہے:

﴿وَ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ﴾ (٢٤٨)

ترجمہ: اور اللہ ورسول کے فرمانبردار رہو۔ (کنز الایمان)

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿اٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ﴾ (٢٤٩)

ترجمہ: اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ (کنز الایمان)

اِن دونوں کو واوِ عطف کے ساتھ جو مشترک ہوتی ہے جمع کیا ہے، کلام میں حضور ﷺ کے سوا کسی کو اللہ عزّ وجل کے ساتھ جمع کرنا جائز نہیں۔ (٢٥٠)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزّ وجل کی بارگاہ میں حضور ﷺ کے مرتبہ کی ایک یہ بھی شان ہے کہ اللہ عزّ وجل نے حضور ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا، چنانچہ فرماتا ہے:

﴿مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ﴾ (٢٥١)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ (کنز الایمان)

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ﴾ الآیۃ (٢٥٢)

ترجمہ: اے محبوب! تم فرما دو کہ لوگو اگر اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ (٢٥٣)

چنانچہ ایک روایت کے مطابق جب یہ آیت نازل ہوئی تو کفّار کہنے لگے کہ (معاذ اللہ) حضور ﷺ چاہتے ہیں کہ ہم اُن کو خُدا (ربّ) بنالیں، جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ

٢٤٨۔ سورۃ آل عمران:٣/١٣٢ ٢٤٩۔ سورۃ الحدید: ٥٧/٧
٢٥٠۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص٢٥
٢٥١۔ سورۃ النساء:٤/٨٠ ٢٥٢۔ سورۃ آل عمران:٣/٣١
٢٥٣۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص٢٦

علیہ السلام کو خُدا بنالیا۔ (٢٥٤) تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو رُسوا کرنے کے لئے یہ آیہ کریمہ نازل فرما کر اپنی فرمانبرداری کو رسول کی فرمانبرداری کے ساتھ ملا دیا:

﴿قُلۡ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ﴾ (٢٥٥)

ترجمہ: تم فرما دو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا۔ (٢٥٦)

محمد برائے جنابِ الٰہی	جنابِ الٰہی برائے محمد ﷺ
بہم عہد باندھے ہیں وصلِ ابد کا	رضائے خُدا اور رضائے محمد ﷺ
محمد کا دم خاص بہرِ خُدا ہے	سوائے محمد برائے محمد ﷺ
خُدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم	خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ
خُدا ان کو کس پیار سے دیکھتا ہے	جو آنکھیں ہیں محوِ لقائے محمد ﷺ
دمِ نزع جاری ہو میری زبان پر	محمد محمد خُدائے محمد ﷺ

٣٩۔ ﴿اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انۡحَرۡ ۝ اِنَّ شَانِئَکَ ہُوَ الۡاَبۡتَرُ ۝﴾ (٢٥٧)

ترجمہ: اے محبوب! بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں، تو تم اپنے ربّ کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو، بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔ (کنز الایمان)

شانِ نزول: ابن سعد اور ابن عساکر نے کلبی کے طریق سے بروایت ابی صالح و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کی ہے کہ جب مکہ میں آپ ﷺ کے فرزند ارجمند حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو عاص بن وائل سہمی نے کہا: "قَدِ انۡقَطَعَ نَسۡلُہٗ فَھُوَ اَبۡتَرُ" بے شک اُس کی نسل منقطع ہو گئی تو وہ "ابتر" ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ (٢٥٨)

٢٥٤۔ أخرجہ ابن المنذر عن مجاھد و قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنھما
٢٥٥۔ سورۃ آل عمران:٣/٣٢
٢٥٦۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص٢٦
٢٥٧۔ سورۃ الکوثر:١٠٨/١ تا ٣
٢٥٨۔ اسی طرح تفسیر البغوی، ٥٣٤/٤، تفسیر القرطبی، ٢٢٢/٢٠/١٠، تفسیر المظھری، ٢١٢/٣، تفسیر ابن کثیر ٧٤١/٤، اور أسباب النزول للواحدی، ص٤٩٥ میں ہے۔

ارشاد فرمایا: اِنَّا یعنی ہم نے جو زمین و آسمان کے خالق و مالک ہیں اے حبیب! ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا ہے جو چیز ہم عطا فرمانا چاہیں اُسے کوئی روک نہیں سکتا جو چیز ہم عطا فرما دیں اُسے کوئی چھین نہیں سکتا۔

یہاں ''اٰتَیْنَا'' کی جگہ ''اَعْطَیْنَا'' مذکور ہے اِن دونوں کے مفہوم میں بہت فرق ہے۔ ''اَعْطٰی'' کے لفظ کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے علامہ ابن منظور فرماتے ہیں:

اَعْطٰی کہتے ہیں اپنے ہاتھ سے کوئی چیز کسی کے حوالے کر دینا۔ (۲۵۹)

اِس تحقیق کے مطابق آیہ کریمہ کا مفہوم یہ ہوا کہ ہم نے اپنے دستِ قدرت سے ''کوثر'' آپ کے حوالے کر دیا، آپ کو اُس کا مالک بنا دیا، علامہ نیشاپوری اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اِس آیت کی ابتداء ''اِنَّ'' سے کی گئی ہے جو تاکید پر دلالت کرتا ہے، پھر ضمیر جمع ذکر کی گئی ہے جو تعظیم کا مفہوم دیتی ہے، نیز یہاں ''اِعْطَاء'' کا لفظ استعمال ہوا ہے ''اِیْتَاء'' کا نہیں، اور ''اعطا'' میں ملکیت پائی جاتی ہے، ''اِیْتَاء'' میں یہ معنی نہیں پایا جاتا، پھر یہاں ماضی کا صیغہ ذکر کیا جو تحقیق پر دلالت کرتا ہے، یعنی یہ کام ہو گیا۔ (۲۶۰)

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

یہاں ''اِعْطَاء'' کا اسناد ضمیر متکلم کی طرف کیا گیا ہے ''اِیْتَاء'' کا نہیں، اِس سے اُس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ''کوثر'' کا مالک بنا دیا۔ (۲۶۱)

کیا شانِ جود و سخا ہے دینے والے کی اور کیا رفعت و بلندی ہے لینے والا کی۔ (ﷺ)

اب ذرا ''کوثر'' کو سمجھنے کی کوشش کیجئے تا کہ معلوم ہو جائے کہ اِس میں فضائل و مکارم کے کتنے سمندر سمو دیئے گئے ہیں، چنانچہ علامہ آلوسی بغدادی لکھتے ہیں:

''کوثر'' کثرت سے ماخوذ ہے، اس کا وزن ''فَوْعَل'' ہے جو مبالغہ کا صیغہ ہے، اِس کا معنی ہے کسی چیز کا اتنا کثیر ہونا کہ اُس کا اندازہ نہ لگایا جا

۲۵۹۔ لسان العرب، حرف وی، فصل العین المھملۃ ۶۸/۱۵

۲۶۰۔ تفسیر غرائب القرآن، سورۃ الکوثر، ۱۲/ ۱۷۵/۳۰

۲۶۱۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ الکوثر: ۱/۱۰۸، ۶۶۲/۱۰

سکے۔ (۲۶۲)

اور علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ جو چیز تعداد میں، قدر و قیمت میں اور اپنی اہمیت کے لحاظ سے بہت زیادہ ہو، اُسے ''کوثر'' کہتے ہیں (۲۶۳)

یہاں ایک چیز بڑی غور طلب ہے، وہ یہ کہ قاعدہ یہ ہے کہ موصوف اور صفت دونوں یکجا مذکور ہوتے ہیں لیکن یہاں ایک اُس کے برعکس ہے۔ ''الکوثر'' جو صفت ہے وہ تو مذکور ہے لیکن اس کا موصوف مذکور نہیں اس میں کیا حکمت ہے، اس کے بارے میں علماء کرام فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ایک چیز ''کوثر'' عطا کی ہوتی تو اُس کا ذکر کر دیا ہوتا، اگر چند چیزیں ہوتیں تو اُن کا بیان کیا جاتا، یہاں تو حالت یہ ہے کہ جو عطا فرمایا بے حد و بے حساب عطا فرمایا، کس کا ذکر کیا جائے اور کس کا نہ کیا جائے، اِس لئے صفت ذکر کر دی اور موصوف کو قاری کے ذہن پر چھوڑ دیا

گویا مقصد یہ ہے کہ اے حبیب! میں نے آپ کو جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں وہ بے حد و بے حساب ہیں، علم و حلم، جود و سخا، عفو و درگزر، الغرض جن محامد و محاسن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عطا فرمایا، وہ ایک سمندر ہے، جس کی حد کو کوئی پا نہیں سکتا۔

علمائے کرام نے ''کوثر'' کی تفسیر میں متعدد اقوال ذکر فرمائے ہیں، (۲۶۴) چند یہاں بیان کیے جاتے ہیں:

(۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ''کوثر'' سے مراد جنت کی وہ نہر ہے، جس سے جنت کی سب نہریں نکلتی ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرما دی ہیں''، اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''کوثر'' ایک نہر ہے جو تمہارے نبی ﷺ کو عطا کی گئی'' (۲۶۵) اور حضور ﷺ نے فرمایا ''کوثر جنت کی ایک نہر جس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں، موتیوں اور یاقوت کا فرش بچھا ہوا ہے، اُس کی مٹی کستوری سے زیادہ

۲۶۲۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ:۱، ۶۶۲/۱۰

۲۶۳۔ الجامع لأحکام القرآن، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ:۱، ۲۱۶/۲۰

۲۶۴۔ امام زرقانی مالکی لکھتے ہیں ''کوثر'' کی تفسیر میں تقریباً بیس اقوال ہیں (شرح الزرقانی علی المواھب، المقصد السادس، النوع الاول، ۳۳۱/۸)

۲۶۵۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورہ ﴿اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ﴾ برقم: ۴۹۶۵، ۳۳۷/۳

خوشبو دار ہے، اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ شفاف ہے''۔(۲۶۶)

(۲) اُس حوض کا نام(۲۶۷) جو میدانِ حشر میں ہوگا، جس سے حضور علیہ الصّلوٰۃ و السّلام اپنی اُمت کے پیاسوں کو سیراب فرمائیں گے، جس کے کناروں پر پیالے اِس کثرت سے ہوں گے جتنے آسمان پر ستارے ہیں،(۲۶۸) تاکہ درِ حبیب ﷺ پر آکر کسی پیاسے کو انتظار کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔ اِس حوض کے بارے میں احادیث متواترہ مذکور ہیں، علماء کرام نے یہ بھی لکھا ہے کہ اِس کے چاروں کونوں پر خلفائے اربعہ (حضرت ابوبکر، و عمر و عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تشریف فرما ہوں گے، جو شخص اُن میں سے کسی کے ساتھ بُغض رکھے گا اُسے حوضِ کوثر سے ایک گھونٹ بھی نہیں ملے گا۔

(۳) نبوت(۲۶۹) انبیاء علیہم السّلام تو حضور ﷺ سے پہلے بھی تشریف لائے لیکن نبوتِ محمدیہ علیہ التّحیۃ و الثّناء کے فیوض و برکات کی کثرت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے، نبوت کا دامن ساری نوعِ انسانی کو سمیٹے ہوئے ہے بلکہ آپ ساری کائنات کے نبی ہیں، آپ کا بحرِ رسالت زمان و مکان کی حدود سے آشنا نہیں۔

(۴) کوثر سے مراد قرآن کریم ہے،(۲۷۰) انبیائے سابقین بھی صحائف اور کتابیں لے کر آئے، لیکن جو جامعیت اور اَبدیت اِس کی تعلیمات میں ہے اِس کی نظیر کہاں، علوم و معارف کے خزینے اِس صحیفۂ رُشد و ہدایت میں مستور ہیں وہ کسی اور کو نصیب کہاں۔

(۵) اِس سے مراد دینِ اسلام ہے۔(۲۷۱)

۲۶۶۔ تفسیر ابن جریر، سورة الکوثر، برقم: ۲۸۱۸۰، ۱۲/۷۲۰
أیضاً تفسیر ابن عاشور، سورة الکوثر، ۳۰/۵۰۳
أیضاً الدُّرُّ المنثور، سورة (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱۔۳، ۱۰/۵۹۱
۲۶۷۔ تفسیر ابن جریر، سورة الکوثر، برقم: ۳۸۱۶۶، ۱۲/۷۱۹
۲۶۸۔ تفسیر ابن جریر، سورة الکوثر، برقم: ۳۸۱۴۱، ۱۲/۷۱۷
۲۶۹۔ تفسیر ابن جریر، سورة الکوثر، برقم: ۳۸۱۵۴، ۱۲/۷۱۸
أیضاً حاشیۃ الصّاوی علی الجلالین، سورة (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱، ۶/۳٤۱
أیضاً تفسیر ابن عاشور، سورة (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱۔۲، ۳۰/۵۰۳
۲۷۰۔ تفسیر ابن جریر، سورة الکوثر، برقم: ۳۸۱۸٤، ۱۲/۱۸۸
أیضاً حاشیۃ الصّاوی علی تفسیر الجلالین، سورة (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱، ۶/۳٤۱
۲۷۱۔ حاشیۃ الصّاوی علی تفسیر الجلالین، سورة (۱۰۸) لکوثر، الآیۃ: ۱، ۶/۳٤۱

(۶) اِس سے مراد صحابہ کرام کی کثرت ہے(۲۷۲) جتنے صحابہ حضور ﷺ کے تھے کسی دوسرے نبی یا رسول کو اتنے صحابہ میسر نہ آئے۔

(۷) اِس سے مراد رفعِ ذکر ہے،(۲۷۳) ساری کائنات کی بلندیوں اور پستیوں میں جس طرح اِس نبی رحمت علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے مبارک ذکر کا ڈنکا بج رہا ہے اُس کی مثال نہیں ملتی۔

امام اہلسنّت فرماتے ہیں:

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ، فرش میں طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگائیے تیری ہی داستان ہے

(۸) امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ''کوثر'' سے مراد حضور ﷺ کے دل کا نور ہے جس نے آپ کی اللہ تعالیٰ تک رہنمائی کی اور ما سوا سے ہر قسم کا رشتہ منقطع کر دیا۔(۲۷٤)

(۹) مقامِ محمود،(۲۷۵) روزِ محشر جب شفیع المذنبین شفاعت عامہ فرمائیں گے۔ ﷺ

(۱۰) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ''کوثر'' کی تفسیر بیان کی، الخیر الکثیر (یعنی خیر کثیر)(۲۷۶) حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ لوگ تو کہتے ہیں ''کوثر'' جنت کی ایک نہر کا نام ہے تو آپ نے فرمایا وہ بھی اس خیر کثیر میں [illegible] ہے۔(۲۷۷)

علامہ اسماعیل حقی ''کوثر'' کے بارے میں متعدد اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ظاہر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ساری ظاہری و باطنی نعمتیں ''کوثر'' میں داخل ہیں، ظاہری نعمتوں سے مراد دنیا و آخرت کی بھلائیاں ہیں اور باطنی

۲۷۲۔ حاشیۃ الصّاوی علی تفسیر الجلالین، سورة (۱۰۸) لکوثر، الآیۃ: ۱، ۶/۳٤۱
۲۷۳۔ حاشیۃ الصّاوی علی تفسیر الجلالین، سورة (۱۰۸) لکوثر، الآیۃ: ۱، ۶/۳٤۱
۲۷٤۔ حاشیۃ الصّاوی علی تفسیر الجلالین، سورة (۱۰۸) لکوثر، الآیۃ: ۱، ۶/۳٤۱
۲۷۵۔ حاشیۃ الصّاوی علی تفسیر الجلالین، سورة (۱۰۸) لکوثر، الآیۃ: ۱، ۶/۳٤۱
أیضاً تفسیر ابن عاشور، ۳۰/۵۰۳
۲۷٦۔ ان میں سے اکثر اقوال ''الجامع لأحکام القرآن'' ۱۰/۲۰/۲۱٦، ۲۱۷ میں مذکور ہیں
۲۷۷۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورة ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ برقم: ٤۹٦٦، ۳/۳۳۷
أیضاً المسند للإمام أحمد: ۲/۱۱۲
أیضاً السُّنن الکبریٰ للنسائی، کتاب التفسیر، سورة الکوثر، برقم: ۱۱٦٤۰، ۱۰/۳٤٦،
و فی نسخة أخری، برقم: ۱۱۷۰٤

نعمتوں سے مراد وہ علومِ لدنیہ ہیں جو بغیر کسب کے محض فیضانِ الٰہی سے حاصل ہوتے ہیں۔(۲۷۸)

علامہ قرطبی نے بھی اِس سے ملتی جلتی تشریح کی ہے(۲۷۹) اور علامہ آلوسی بغدادی فرماتے ہیں:

"کوثر" سے مراد خیرِ کثیر ہے اور دنیوی و اُخروی نعمتیں جن میں فضیلتیں اور فضائل سب شامل ہیں اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ احادیث میں "کوثر" کا معنی نہر بتایا گیا ہے یہ بطور تمثیل و تخصیص ہے۔(۲۸۰)

امام اہلسنّت فرماتے ہیں:

اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ساری کثرت پاتے یہ ہیں (الاستمداد)

امام سیوطی نے لکھا ہے کہ نبی ﷺ نے "کوثر" کی تفسیر حوض کے ساتھ فرمائی جو قیامت کے دن موقف میں ہوگا اور اُس نہر کے ساتھ فرمائی جو جنت میں ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ متواترہ میں ہے پس اِس پر ایمان لانا واجب ہے۔(۲۸۱)

پہلے اپنی بے پایاں عنایات سے اپنے حبیب کو سرفراز فرمانے کا ذکر کیا، اب اُن انعامات و احسانات کا شکر ادا کرنے کی تلقین ہو رہی ہے، چنانچہ ارشاد ہوا، اے حبیب! اپنے رب کے لئے نماز پڑھا کرو اور اُسی کی خاطر قربانی دیا کرو، کم فہم کھاتے تو اللہ تعالیٰ کا ہیں، پلتے اُس کی نعمت کے ٹکڑوں پر ہیں، نشو و نما اُس کے آغوشِ لطف و کرم میں پاتے ہیں، لیکن شکر غیروں کا ادا کرتے ہیں، عبادت معبودانِ باطل کی کرتے ہیں، قربانیاں بتوں کے نام پر دیتے ہیں۔

اے محبوب مکرم! یہ سب سے بڑی ناشکری اور کفرانِ نعمت ہے:

﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انۡحَرۡ﴾

ترجمہ: تو اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔(کنزالایمان)

ترتیب مضمون کے طور پر ہے جو اس کے بعد ہے یا جو اس سے پہلے گزرا تو اگر آپ ﷺ کو حق تعالیٰ نے بے شمار خوبیاں عطا کیں جیسا عطیہ (الکوثر) کے ذکر میں گزرا، جو جہانوں میں کسی ایک کو ہرگز نہ دیا گیا یہ تو عطیہ مامور بہ (جس کا حکم دیا گیا) ہے یعنی آپ ﷺ پر لازم و واجب ٹھہرتا ہے کہ تعمیل ارشاد کریں (قبول فرمائیں)، یعنی اپنے پروردگار کے

۲۷۸۔ تفسیر روح البیان، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ:۱، ۱۰/۶۳۴، ۶۳۵
۲۷۹۔ الجامع لأحکام القرآن، سورۃ الکوثر: ۱۰۸/۱، ۱۰/۲۰/۲۱۷، ۲۱۸
۲۸۰۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱، ۱۰/۶۶۲
۲۸۱۔ الأکلیل، سورۃ الکوثر، ص۲۲۹

لئے خالصتاً نماز پر مداومت فرمائیں، جس ذات کریم نے آپ ﷺ پر ان انعامات کی کثرت فرمائی، جو بھلائی کی کثرت اور خیر ہی خیر ہے، برخلاف اُن لوگوں کے جو نمازوں کو بھولے بیٹھے ہیں اور دکھاوا کرنے والے ہیں، اس میں اس نعمت پر حق سبحانہ وتعالیٰ کے شکر کی ادائیگی ہے بلاشبہ نماز شکر کی تمام قسموں کی جامع ہے۔

خفاجی کا قول ہے کہ "کوثر" بمعنی "خیر کثیر" ہے اور رفاء سیدہ ہے تو اس نعمت عظیمہ اور عطا جلیلہ پر شکر کے طور پر نماز پڑھو۔(۲۸۲)

"شانی": مُبغض، جس کے دل میں بُغض و عداوت ہو تو اس کو "شانی" کہتے ہیں۔

"ابتر"، بتر سے ہے اور "بتر" کا معنی "القطع" یعنی کسی چیز کو کاٹ دینا، اہلِ لُغت کے نزدیک وہ مرد جس کا فرزند نہ ہو اُسے "ابتر" کہتے ہیں، وہ چارپایہ جس کی دُم نہ ہو اُس کو بھی "ابتر" کہتے ہیں، نیز وہ کام جس کا نیک اثر باقی نہ رہے اس کو بھی "ابتر" کہتے ہیں۔(۲۸۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے حضور سرورِ عالم ﷺ کی یہ اولاد پیدا ہوئی، حضرت قاسم پھر زینب، پھر عبداللہ، پھر ام کلثوم، پھر فاطمہ، پھر رقیہ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ ابیہم وعلیہم اجمعین، پہلے حضرت قاسم کا انتقال ہوا پھر حضرت عبداللہ کا (جن کا لقب طیب و طاہر ہے) جب کفار نے دیکھا کہ آپ کے دونوں فرزند دنیا سے مفارقت دے گئے، اب صرف صاحبزادیاں ہی ہیں تو انہوں نے طرح طرح کی باتیں بنانا شروع کردیں، عاص بن وائل کہنے لگا:

فَقَدِ انۡقَطَعَ نَسۡلُہٗ فَھُوَ اَبۡتَرُ

یعنی، اُن کی نسل منقطع ہوگئی پس وہ ابتر ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے ﴿اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الۡاَبۡتَرُ﴾ نازل فرمایا۔(۲۸۴)

اے محبوب! آپ کا معاملہ تو یہ ہے آپ کی ذرّیت باقی رہے گی (اور بکثرت ہوگی) آپ کی شہرت کمال اچھائی کے ساتھ اور آپ کے فضل کے نشان قیامت تک باقی رہیں گے، اور آپ کا شرف بلند سے بلندتر ہوتا رہے گا، آپ کا ذکر ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے گا، آپ ﷺ کے لئے بروزِ جزاء جو کچھ فضل و شرف، اعزاز و اکرام، عظمت و شان ہے کہ وہ اس کثرت کثیرہ کے ساتھ ہے کہ

۲۸۲۔ تفسیر الحسنات، الجزء الثلاثون، سورۃ الکوثر، ۷/۱۰۴۰
۲۸۳۔ الجامع لأحکام القرآن، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۳، ۱۰/۲۰/۲۲۳
۲۸۴۔ الدُّرُّ المنثور، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱۔۳، ۸/۵۹۵

بیان اُسے محیط کیسے ہو۔ ایک قول یہ ہے کہ اے محبوب! جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں ساتھ ہی تمہارا ذکر ہوگا، تمہارا ذکر اذانوں میں گونجے گا اور منبروں پر بلند ہوگا، قیامت تک آپ ﷺ کا بکثرت ذکر ہوگا، آپ پر آپ کا ربّ اس کے فرشتے اور تمام مؤمنین درود و سلام کی کثرت کریں گے۔ اور رہی آخرت تو پیارے! وہ آپ کی شانِ محبوبی اور عظمت کے اظہار کا ہی حقیقی دن ہے۔

شانی : اسم فاعل ہے اور بعض نے کہا کہ ماضی کے معنوں میں ہے تو مطلب یہ ہے اگر کوئی بحالتِ کفر بُغض رکھے پھر ایمان لے آئے اور آپ ﷺ کو محبوب رکھے، تو وہ اس وعید سے خارج ہے، جیسا کہ بعض اکابر صحابہ کے معاملہ میں ہے کہ اول دشمن و مخالف تھے پھر ایمان لا کر جاں نثار بن گئے، اُن کی نظروں میں آپ ﷺ ہر شئے یہاں تک کہ اپنی جان سے بڑھ کر محبوب و مطلوب ہو گئے اور حق یہ کہ ایمان کی روح و اصل آپ ﷺ کی محبت ہی تو ہے۔ اور جو محبتِ رسول اللہ ﷺ سے محروم ہے وہ مومن ہی نہیں ہو سکتا۔(۲۸۵)

یہ ہے شانِ مصطفیٰ ﷺ، دشمن گستاخی کرتا ہے رحمتِ خداوندی جوش میں آجاتی ہے، دشمن کو عذاب کا مژدہ سُنایا جاتا ہے اور محبوب کریم ﷺ کو طرح طرح کی نعمتیں یاد دلا کر خوش فرمایا جاتا ہے۔

شکلِ بشر میں نُورِ الٰہی اگر نہ ہو   کیا قدر اس خمیرۂ ماؤ مدر کی ہے
نُورِ الٰہ کیا ہے محبت حبیب کی   جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک و خر کی ہے

۴۰۔ ﴿تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ ۝ سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَّ امْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝﴾ (۲۸۶)

ترجمہ: تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا اُسے کچھ کام نہ آیا اُس کا مال اور نہ جو کمایا، اب دھنستا ہے لپٹ مارتی آگ میں وہ اور اس کی جورو لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی، اُس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا۔ (کنز الایمان)

شانِ نزول: امام احمد، بخاری(۲۸۷)، مسلم(۲۸۸) اور ترمذی (۲۸۹) نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب کو ارشاد فرمایا:

۲۸۵۔ تفسیر الحسنات، الجزء الثلاثون، سورۃ الکوثر، ۱۰٤۱/۷
۲۸۶۔ سورۃ اللھب:۱۱۱/۱_۵
۲۸۷۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب تفسیر سورۃ اللّھب، برقم:٤۹۷۲، ۳۳۹/۳
۲۸۸۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب فی قولہ تعالیٰ: ﴿وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ﴾، برقم:۲۰۸/٤۲۸_۳۳۵ (۲۰۸)، ص ۱۲٤
۲۸۹۔ سُنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب من سورۃ تبت یدا، برقم:۳۳٦۳، ۲۹۰/٤، ۲۹۱

﴿وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ﴾ (۲۹۰)

ترجمہ: اور اے محبوب! اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈرایئے۔ (کنز الایمان)

نازل ہوئی تو حضور ﷺ کوہِ صفا پر چڑھے اور بنی فہر، بنو عدی سردارانِ قریش کو بلانا شروع کیا، یہاں تک کہ وہ سب کے سب جمع ہو گئے، جو شخص خود نہ آسکا اس نے اپنا کوئی آدمی بھیج دیا تا کہ دیکھے کیوں جمع کیا جا رہا ہے، تو ابولہب اور سب قریش آگئے، آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے، اگر میں تمہیں خبر دوں کہ وادی کے اس پار ایک لشکر عظیم تم پر حملے کا ارادہ رکھتا ہے، تو کیا تم میری تصدیق کرو گے سب بولے ہاں، ہمیں آپ سے بجز سچائی و بھلائی کے اور کوئی تجربہ ہی نہیں، ارشاد فرمایا، تو میں تمہارے لئے نذیر ہوں، اور تمہیں آنے والے عذابِ شدید سے ڈراتا ہوں، تم شرک سے باز آجاؤ، ابولہب نے اپنے ہاتھ بلند کئے انگلی سے اشارہ کیا، اور بولا تَبًّا لَّكَ أَمَا جَمَعْتَنَا إِلَّا لِهٰذَا؟ یعنی، اللہ تمہیں تباہ کرے، کیا اس لئے ہمیں جمع کیا ہے۔ (معاذ اللہ)

اس پر یہ سورت نازل ہوئی، چونکہ ابولہب نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا تھا اس لئے اُس کے دونوں ہاتھوں کا ذکر خصوصیت سے آیا۔

بعض روایات میں ذکر کیا گیا ہے کہ ابولہب کی بیوی اُمّ جمیل بنت حرب کانٹے اٹھا کر لاتی تھی اور حضور ﷺ کے راستے میں بچھا دیتی تھی تو اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ (۲۹۱)

بعض علماء کا خیال ہے کہ "تَبَّتْ" یہ جملہ خبریہ ہے، اور "تَبَّ" بھی جملہ خبریہ اور اس سے مراد تاکید ہے لیکن علامہ قرطبی نے "فراء" کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "تَبَّتْ یَدَا" یہ اس کے خلاف دعا ہے اور "تَبَّ" جملہ خبریہ ہے، پہلے فرمایا ایسا ہو جائے گا پھر بتا دیا ایسا ہو گیا:

"قال الفراء: التَّبُّ الأوّل: دعاء، و الثّانی خبر"۔ (۲۹۲)

یعنی، فراء نے کہا: پہلا "تبّ" دعا ہے اور دوسرا خبر ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نقشبندی بھی فرماتے ہیں:

إخبارٌ بعد إخبارٍ للتّاكيد، او الأولىٰ دعائية و الثّاني إخبارية و التّعبير بالماضي لتحقّق وقوعه (۲۹۳)

۲۹۰۔ سورۃ الشّعراء:۲٦/۲۱٤
۲۹۱۔ الرَّوضُ الأُنُف: أم جمیل و ما نزل فیها، ۱۱۱/۲
۲۹۲۔ الجامع لأحکام القران، سورۃ (۱۱۱)، المسد، الآیة: ۱، ۱۰/۲۰/۲۳٦
۲۹۳۔ تفسیر المظهری، سورۃ اللّھب، ۳۵۲/۱۰

یعنی، خبر کے بعد خبر تاکید کے لئے ہے، یا پہلا دعائیہ ہے اور دوسرا
اخباریہ اور ماضی سے تعبیر کرنے کی وجہ اس کے وقوع کا تحقق ہے۔

ابولہب کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب ہے، یہ رسول اللہ ﷺ کا چچا تھا، آپ ﷺ سے سخت عداوت وعناد رکھتا تھا، ابولہب اُس کی کنیت تھی، اور کنیت سے ذکر کرنے میں اشارہ ہے کہ وہ جہنمی ہے کہ لہب حقیقی تو وہ ہے جو لہبِ جہنم ہے، "لہب" کے معنی شعلہ، لپٹ کے ہیں اور اسی طرح کا ذکر اُس کے حال کے مناسب تھا۔

یہ شخص بہت گورا (بظاہر) خوبصورت تھا اُس کا چہرہ انگاروں کی طرح دمکتا تھا، اِس وجہ سے اُسے ابولہب کہتے تھے۔

"المجمع" میں طارق محاربی سے منقول ہے کہ میں لوگوں کے درمیان ذوالمجاز کے بازار میں موجود تھا، میں نے ایک شخص کو بیان کرتے سُنا جو لوگوں کو کہہ رہا تھا، اے لوگو! "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" کہو اور کامیابی و فلاح پاؤ، اس کے پیچھے ایک اور شخص کو دیکھا کہ اُسے پتھر مارتا ہے جس سے اُس کی پنڈلیاں اور پاؤں کی جڑیں خون آلود ہو رہی تھیں، وہ لوگوں سے کہتا تھا، یہ شخص جھوٹا ہے تم اس کی تصدیق نہ کرو، اِسے سچا نہ جانو، تو میں نے پوچھا وہ شخص کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ وہ محمد (ﷺ) ہیں جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے نبی ہیں، اور یہ پیچھا [illegible] شخص انہی کا چچا ابولہب ہے جو بزعمِ خویش انہیں جھوٹا جانتا ہے۔(۲۹۴)

اُس کے خلاف یہ دعا اُس کی مکمل ہلاکت کے لئے اور [illegible] کہ یہ دونوں اُمور کے بارے میں خبر ہوں، کہ "تَبَّتْ" سے مراد اُس کے خلاف دعا بھی ہے اور خبر بھی کہ [illegible] اُس کی دنیا برباد ہوگئی اور "تَبَّ" میں دوسری خبر ہے کہ وہ آخرت میں بھی یقینی طور پر تباہ و برباد ہو [illegible]۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ابولہب نے کہا اگر میرا بھتیجا اپنے قول میں سچا ہے تو میں اپنا مال و اولاد اپنی جان کے بدلے فدیہ کر دوں گا، تو یہ آیت اُتری،(۲۹۵) جس میں اُس کے قول کی تردید ہے کہ اُس کا مال اُس سے تباہی اور عذاب کو نہیں روک سکے گا، اور وہ عذاب سے ہرگز نہ بچ سکے گا، ابولہب بڑا دولت مند تھا، یہ مکہ کے چار دولت مندوں میں سے ایک تھا، اُس کے پاس آٹھ سیر سے زیادہ سونے کی اینٹیں تھیں دیگر جائیداد، سامان، مال مویشی اِس کے ماسوا تھے اور صاحبِ اولاد بھی تھا، اُس کے کئی لڑکے تھے

۲۹۴۔ تفسیر روح المعانی، سورة (۱۱۱) المسد، الآیۃ: ۱، ۱۰/۳۰/۶۸۴
۲۹۵۔ تفسیر المظہری، سورة اللّھب، ۱۰/۳۵۲

جو اُس کی موجودگی میں پورے جوان تھے، جب یہ سورت نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں (جن کی شادی نبی کریم ﷺ کی صاحبزادیوں سے ہو چکی تھی) سے کہا ان دونوں کے لئے میرا سر اور تم دونوں کا سر حرام ہے اگر تم نے محمد (ﷺ) کی بیٹیوں کو طلاق نہ دی، تو میں اپنی جائیداد سے محروم کر دوں گا، عُتبہ اور عُتیبہ کے گھر حضور ﷺ کی دونوں صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور اُمِّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھیں، عُتبہ نے باادب حاضرِ خدمت ہو کر حضرت رقیہ کو طلاق دی، لیکن عُتیبہ نے گستاخانہ طور پر طلاق دی اور اپنے کُھلے کفر اور باطنی خباثت کا اظہار بھی کیا، جس پر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو رنج ہوا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اَللّٰھُمَّ سَلِّطْ عَلَیْہِ کَلْبًا مِنْ کِلَابِ" یعنی، اے اللہ! کتوں میں سے کوئی کتا اِس پر مُسلّط کر دے۔

ابو طالب اُس وقت وہاں موجود تھے، تو انہوں نے کہا اے برادر زادے! تیرے خلاف اِس سے تجھے کون بچا سکے گا، وہ اپنے سامانِ تجارت کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوا، ابولہب نے اپنے نوکروں سے کہا کہ رات کو عُتیبہ کو اپنے درمیان میں سُلانا، اتفاق سے ایک جنگل میں رات ہوگئی، سب سو گئے، جنگل سے شیر نکلا، سب کا منہ سونگھتا ہوا چھوڑتا گیا جب عُتیبہ کا منہ سونگھا تو اُسے پھاڑ کر رکھ دیا۔(۲۹۶)

ابولہب [illegible] کے باعث جنگِ بدر میں شریک نہ ہوا، لیکن بدر کی عبرتناک شکست کے بعد [illegible] ایک ہفتہ گزرا ہوگا، کہ اس کے جسم پر ایک زہریلا چھالا نکلا (العدسہ) چیچک دانہ [illegible] ہوا، چند دنوں میں اُس کے سارے جسم میں پھیل گیا، ہر جگہ سے بدبو دار پیپ بہنے لگی، گوشت گل گل کر گرنے لگا اُس کے بیٹوں نے جب دیکھا تو اُسے ایک متعدی بیماری لگ گئی ہے تو انہوں نے اُسے اپنے گھر سے باہر نکال دیا، اور تڑپتے تڑپتے اُس نے جان دے دی، اب اُس کی نعش کو ٹھکانے لگانے کے لئے کوئی عزیز اُس کے قریب نہ گیا، تین دن تک اُس کی لاش پڑی رہی جب اُس کے تعفن اور بدبو سے لوگ تنگ آ گئے تو اس کے بیٹوں کو لعنت ملامت کی، تب انہوں نے چند حبشی غلاموں کو اُس کی لاش ٹھکانے لگانے پر مقرر کیا، انہوں نے ایک گڑھا کھودا، اور لکڑیوں سے اُس کی لاش کو دھکیل کر اس گڑھے میں پھینک دیا اور اوپر پتھر ڈال کر ڈھک دیا (۲۹۷)، یہ اللہ کے غضب کی مار تھی، جس سے اُس کا سارا غرور و تکبر مسمار ہو کر رہ گیا، جس اولاد پر

۲۹۶۔ الخصائص الکبریٰ، باب دعائہ ﷺ علی أبی لھب، ۲/۱۴۷
أیضاً تفسیر روح المعانی، سورة (۱۱۱) المسد، الآیۃ: ۲، ۱۰/۳۰/۶۸۷
۲۹۷۔ تفسیر روح المعانی، سورة (۱۱۱) المسد، الآیۃ: ۲، ۱۰/۳۰/۶۸۷

اور مال پر اُس کو فخر تھا، سب نے بے یار و مددگار چھوڑ دیا، اِس طرح سے گستاخ رسول اللہ ﷺ کا انجام سب کفار نے دیکھا لیکن پھر بھی اپنے کفر و عناد سے باز نہ آئے۔

نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِهٖ وَ مِنْ غَضَبِ رَسُوْلِهٖ ﷺ

﴿سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ﴾ اب دھنستا ہے، لپٹ مارتی آگ میں وہ یعنی جلد ہی آخرت میں بہر نوع جہنم میں ضرور داخل ہوگا، اور اُس کی آگ میں جلے گا، یعنی شعلے مارتی بھڑکتی آگ میں جلے گا۔

ابو لہب کی بیوی کا نام اَرْوَہ تھا اور کنیت اُمِّ جمیل تھی، ایک آنکھ سے کانی تھی، انتہائی بخیل تھی، حرب بن اُمیہ بن عبد الشمس کی بیٹی تھی، ابو سفیان بن حرب کی بہن تھی، نبی کریم ﷺ سے سخت عداوت و دشمنی رکھتی تھی اور آپ کی ایذاء رسانی کے لئے خود سر پر کانٹوں کا گٹھا لا کر آپ ﷺ کی گزرگاہ پر ڈالتی تھی کہ آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو تکلیف ہو، زخمی ہوں، دولت مند اور انتہائی مالدار ہونے کے باوجود خود ہی یہ کام کرتی تھی،(۲۹۸) جس سے اُس کی شقاوت اور عداوت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

صدر الافاضل لکھتے ہیں باوجودیکہ بہت دولتمند اور بڑے گھرانے کی تھی لیکن سید عالم ﷺ کی عداوت میں انتہا کو پہنچی تھی کہ خود اپنے سر پر کانٹوں کا گٹھا لا کر رسول کریم ﷺ کے راستے میں ڈالتی تا کہ حضور ﷺ کو اور حضور ﷺ کے اصحاب کو ایذا و تکلیف ہو اور حضور کی ایذا رسانی اس کو اتنی پیاری تھی کہ وہ اس کام میں کسی دوسرے سے مدد لینا بھی گوارا نہ کرتی تھی۔(۲۹۹)

ایسے ہی بدبختوں کا حال اللہ تعالیٰ یوں بیان فرماتا ہے:

﴿وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ۝ وَّ تَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ۝﴾ (۳۰۰)

ترجمہ: اور اگر جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہو، تو اس کی مہمانی کھولتا پانی اور بھڑکتی آگ میں دھنسانا۔ (کنز الایمان)

ابن جریر ابن ابی حاتم نے ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ابو لہب کی بیوی اُمِّ جمیل حضور ﷺ کے راستوں میں کانٹے وغیرہ ڈالتی تھی تا کہ آپ زخمی ہو جائیں، اور آپ کو

۲۹۸۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۱۱۱) المسد، الآیۃ:۵، ۱۵/ ۶۸۸/۳۰

۲۹۹۔ خزائن العرفان، سورۃ (۱۱۱) اللھب، ص ۷۱۵

۳۰۰۔ سورۃ الواقعۃ: ۵۶/ ۹۲ تا ۹۴

تکلیف پہنچے۔ ضحاک، عکرمہ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی یہی منقول ہے۔

قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے ﴿حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾ سے مراد ہے چغلیاں کھانے والی یا لگائی بجھائی کر کے عداوت کی آگ پھیلانے والی۔

ابن جبیر کا قول ہے: ﴿حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾ یعنی گناہوں کا بوجھ اٹھانے والی۔

شعبی کا قول ہے کہ اُمِّ جمیل ایک مضبوط رسّے سے لکڑیوں کا گٹھا باندھ کر لاتی تھی، ایک روز تھک کر ایک پتھر پر سانس لینے کے لئے ٹھہر گئی، پیچھے سے ایک فرشتہ نے رسّی کھینچ کر اُس کو ہلاک کر دیا۔(۳۰۱)

قتادہ اور ابن المسیّب کا قول ہے کہ اُس کے گلے میں پڑا ہوا قیمتی ہار مراد ہے جس کے بارے میں وہ کہتی تھی کہ لات و عزّیٰ کی قسم کہ میں اسے آپ ﷺ کی دشمنی میں ضرور خرچ کروں گی۔(۳۰۲)

روایت میں ہے کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو وہ بڑی برافروختہ ہو کر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئی، جب کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مسجد حرام میں تھے، اور اُس کے ہاتھ میں ایک بڑا پتھر تھا تو وہ بولی مجھے خبر ملی ہے کہ تمہارے صاحب نے میری ہجو (بد [illegible]) بیان کی ہے تو میں بھی ضرور ایسا کروں گی اور ضرور کر کے رہوں گی، اگر وہ شاعر ہیں تو [illegible] اس کہنے لگی) تو اللہ تعالیٰ نے اُسے اندھا کر دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ نہ سکی، تو ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس سے پوچھا کہ کیا تو میرے ہمراہ کسی اور کو دیکھ رہی ہے، تو وہ بولی کیا تم مجھ سے تمسخر کرتے ہو، میں تمہارے علاوہ کسی کو نہیں دیکھ رہی، تو ابو بکر خاموش ہو گئے، اور وہ کہتی ہوئی چلی گئی، قریش کو معلوم ہے کہ میں سردار کی بیٹی ہوں۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بلاشبہ مجھے فرشتوں نے اُس سے چھپا لیا تو وہ مجھے نہ دیکھ سکی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اُس کے شر سے محفوظ رکھا۔(۳۰۲)

ایک قول ہے کہ یہ اس کی ذِلت کی موت کی خبر بھی ہے، کہ وہ اِس حال میں ہلاک ہو کر داخل جہنم ہو گی۔(۳۰۳)

۳۰۱۔ تفسیر المظھری، سورۃ اللھب، ۱۰/ ۳۵۳

۳۰۲۔ تفسیر روح المعانی، ۱۰/ ۳۰/ ۶۹۰
أیضاً تفسیر المظھری، سورۃ اللّھب، ۱۰/ ۳۵۳

۳۰۲۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۱۱۱) المسد، الآیۃ: ۵، ۱۰/ ۳۰/ ۶۸۹
أیضاً السّیرۃ النبویّۃ، ما لقی رسول ﷺ من قومہ: ۲/ ۱۰۴
أیضاً تھذیبُ سیرۃ ابن ھشام، ذکر ما لقی رسول ﷺ من قومہ من الأذی، ص ۸۲

۳۰۳۔ تفسیر الحسنات، الجزء الثّلاثون، سورۃ اللّھب، ۷/ ۱۵۶۰

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان